ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

19

6 تا 12 جمادی الثانی 1432ھ / 10 تا 16 مئی 2011ء

قرآنی فضا میں زندہ رہیے!

قرآن کی اپنی ایک فضا ہے، جس میں اس کے قاری، اس کے مطالعہ کرنے والے، اس کے مضامین پر غور کرنے والے اور اس کے ساتھ ساتھ قدم بقدم چلنے والے زندہ رہتے ہیں۔ یہ فضا محض اس کا درس وتدریس اور قراءت ومطالعہ نہیں ہے، قرآنی فضا میں زندہ رہنے سے ہماری مراد یہ ہے کہ انسان اس قسم کے احوال وظروف میں زندگی گزارے جس میں کہ قرآن نازل ہوا تھا۔ وہی تحریک ہو، وہی جدوجہد ہو، مخالفت کے طوفانوں سے وہی مقابلہ ہو، معاندین کے ساتھ وہی کشتی ہو، وہی انتظام واہتمام ہو جو امت مسلمہ کی پہلی صف کے وقت میں تھا۔ یہ جاہلیت جو آج روئے زمین پر محیط ہے اس کے ساتھ وہی مقابلہ ہو جو پہلی جماعت مسلمہ نے کیا تھا۔ قرآنی فضا میں زندگی گزارنے والے کے دل وجان اور حرکت وسکون میں یہی ولولہ ہو کہ اسے اپنے نفس میں اور تمام انسانوں کے قلب وروح میں اسلام کی روح کو پھونکنا ہے، جس طرح پہلی بار جاہلیت سے مقابلہ ہوا تھا، اب ایک بار پھر وہی مقابلہ کرنا ہے، جاہلیت کے ہر تصور، ہر عقیدے، ہر رسم ورواج اور ہر تنظیم کو مٹا کر اس کی جگہ پر زندگی کے ہر انفرادی واجتماعی شعبے میں اسلام کو نافذ کرنا ہے۔ قرآن کا ذوق حاصل کرنے کے لیے اس فضا میں زندہ رہنا اور اس فضا کو برپا کرنا ضروری ہے۔ قرآن کا نزول اس فضا میں ہوا تھا، اور اس کا عمل دخل انہی حالات میں قائم ہوا تھا۔ جو لوگ اس قرآنی فضا میں زندگی نہیں گزارتے، وہ قرآن کے درس وتدریس اور قراءت اور علوم کے خواہ کتنے ہی ماہر ہوں، اور ہر وقت اسی میں غرق رہیں، مگر وہ قرآن سے الگ تھلگ ہیں۔

تفسیر فی ظلال القرآن
سید قطب شہیدؒ

اس شمارے میں

پاکستان کی آزادی وخودمختاری؟

لاحاصل احتجاجی مظاہرے

جنت کی خوشخبری کن لوگوں کے لیے ہے؟

معلم انسانیت ﷺ کا علمی انقلاب

محنت کشوں کے حقوق

فرد کی تبدیلی کے لیے قرآن کا لائحہ عمل

وہ شہید ہے

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

الہدیٰ (463)

سورۃ التوبہ

(آیات:120تا122)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِّنَ الْأَعْرَابِ أَن يَتَخَلَّفُوا عَن رَّسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا يُنفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢١﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾

’’اہل مدینہ کو اور جوان کے آس پاس دیہاتی رہتے ہیں ان کو شایاں نہ تھا کہ پیغمبر خدا سے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو ان کی جان سے زیادہ عزیز رکھیں۔ یہ اس لئے کہ انہیں اللہ کی راہ میں جو تکلیف پہنچتی ہے پیاس کی یا محنت کی یا بھوک کی یا وہ ایسی جگہ چلتے ہیں کہ کافروں کو غصہ آئے یا دُشمنوں سے کوئی چیز لیتے ہیں تو ہر بات پر ان کے لئے عمل صالح لکھا جاتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اور (اسی طرح) وہ جو خرچ کرتے ہیں تھوڑا بہت یا کوئی میدان طے کرتے ہیں تو یہ سب کچھ اُن کے لئے (اعمال صالحہ میں) لکھ لیا جاتا ہے، تاکہ اللہ ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے۔ اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مومن سب کے سب نکل آئیں۔ تو یوں کیوں نہ کیا کہ ہر ایک جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے، تاکہ دین (کا علم) سیکھتے اور اس میں سمجھ پیدا کرتے اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو ان کو ڈر سناتے، تاکہ وہ بھی نافرمانی سے ڈرتے۔‘‘

غزوۂ تبوک میں جو لوگ آپؐ کے ساتھ نہ جاسکے، اُن کی بابت فرمایا کہ مدینہ کے باشندوں اور اُس کے مضافات میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے یہ بالکل روا نہ تھا کہ وہ پیچھے رہ جائیں، جبکہ رسول ﷺ راہ خدا میں جا رہے تھے۔ گویا یہ بات نہیں ہونی چاہیے کہ ۔ تپتی راہیں مجھ کو پکاریں دامن پکڑے چھاؤں گھنیری رسول اللہ ﷺ تو تپتی راہوں کی طرف جا رہے ہیں اور یہ ٹھنڈی چھاؤں تلے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے لئے یہ روا نہ تھا کہ وہ نبیؐ کی جان سے بڑھ کر اپنی جان کی فکر کرتے' اپنی آسائش اور اپنی عافیت کا خیال رکھتے۔ یہ اس لئے کہ انہیں اللہ کی راہ میں جو تکلیف پہنچتی ہے پیاس کی یا محنت کی یا بھوک کی یا وہ ایسی جگہ چلتے ہیں کہ کافروں کو غصہ آئے یا دشمنوں سے کوئی چیز لیتے ہیں تو ہر بات پر ان کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ گویا فی سبیل اللہ جدوجہد میں انہیں جو بھی چھوٹی بڑی تکلیف پہنچتی ہے اُس کے بدلہ میں ان کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ محسنوں کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔

اور اسی طرح وہ جو خرچ کرتے ہیں تھوڑا یا بہت یا کوئی میدان طے کرتے ہیں تو یہ سب کچھ ان کے لئے اعمال صالحہ میں لکھ لیا جاتا ہے، تاکہ اللہ ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے۔

یہاں ایک خاص ہدایت کی گئی ہے کہ اہل ایمان کے لئے تو یہ ممکن نہیں کہ وہ سب کے سب نکل پڑیں اور اپنے اپنے علاقوں کو چھوڑ کر سب مدینہ میں آجائیں اور آپؐ کی صحبت سے فائدہ اٹھائیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ کیوں نہ ہر ایک جماعت میں سے ایک گروہ نکلے۔ وہ لوگ مدینہ میں آکر حضور ﷺ کی خدمت میں رہیں اور دین کا فہم حاصل کریں۔ پھر جب وہ واپس اپنی قوم کی طرف جائیں تو انہیں خبردار کریں، تاکہ وہ بھی نافرمانی سے بچتے رہیں۔ گویا ایک ہدایت کردی گئی کہ اب تمام لوگ ایسا طریقہ اختیار کریں کہ گروہ در گروہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس قیام کریں، تاکہ آپؐ کی صحبت سے فیضیاب ہوں اور تربیت پائیں، انہیں دین کا فہم حاصل ہو۔ پھر وہ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر اس تعلیم کو عام کریں۔

فرمان نبویؐ

خوشامد اور چاپلوسی کی مذمت

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ هَمَّامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَأَثْنَى عَلَى عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ فِي وَجْهِهِ فَأَخَذَ الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ تُرَابًا فَحَثَا فِي وَجْهِهِ وَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا لَقِيتُمُ الْمَدَّاحِينَ فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ))

حضرت ہمام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے سامنے ان کی خوشامد کرنے لگا تو حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ نے مٹی لے کر اس کے چہرے پر ڈال دی اور کہا کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’جب تم خوشامد کرنے والے لوگوں سے ملو تو ان کے چہرے پر مٹی ڈال دو۔‘‘

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

حافظ عاکف سعید

پاکستان کی آزادی اور خودمختاری؟

2 مئی کی صبح کو امریکہ کے صدر اوباما اچانک ٹیلی ویژن سکرین پر نمودار ہوئے اور اُنہوں نے اپنی قوم کو یہ جانفزا اور خوش کن خبر سنائی کہ امریکی کمانڈوز نے پاکستان کے شہر ایبٹ آباد میں ایک کامیاب آپریشن کر کے اسامہ بن لادن کو جو امریکی شہریوں کا قاتل تھا، ہلاک کر دیا ہے اور ہمارے ہیلی کاپٹر کامیاب آپریشن کے بعد بغیر کسی جانی نقصان کے واپس آ گئے ہیں۔ اُنہوں نے اس آپریشن میں پاکستانی حکام کے تعاون کا اشارہ بھی دیا۔ اس خبر نے دنیا بھر میں تہلکہ مچا دیا۔ امریکہ و یورپ بلکہ دنیا بھر کے چینل چیخ اُٹھے اور جہاں ایک دوسرے کو اس شاندار کارکردگی پر مبارک و سلامت کہا، وہاں پاکستان کو ایک مجرم کی حیثیت سے کٹہرے میں کھڑا بھی کر دیا۔ ماہرین اور تجزیہ کار بڑھ بڑھ کر باتیں کر رہے تھے کہ پاکستان نے ایک ایسے ’دہشت گرد‘ کو پناہ دے رکھی تھی جس نے نائن الیون اور اُس کے بعد بہت سی کارروائیوں میں ہزاروں معصوم انسانوں کا قتل کیا۔ آیئے، ہم اس ساری صورتِ حال کا جائزہ لیتے ہیں۔

جہاں تک نائن الیون کے سانحہ کا تعلق ہے، کسی تفصیل میں جائے بغیر اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ دس سال گزر جانے کے باوجود کوئی ٹھوس شہادت دستیاب نہیں ہو سکی، جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ کارروائی اُسامہ بن لادن کے ایماء پر ہوئی تھی۔ امریکہ کا دستِ راست اور حاشیہ بردار برطانیہ سرکاری طور پر اعلان کرتا ہے کہ نائن الیون کا کیس اتنا کمزور اور بودا ہے کہ شاید کوئی عدالت اسے سماعت کے لیے بھی منظور نہ کرے۔ بہرحال ہمیں اس وقت یکم اور دو مئی کی درمیانی شب میں ایبٹ آباد میں ہونے والے آپریشن کا تجزیہ کرنا ہے جس میں بقول امریکی صدر اوباما کے اسامہ بن لادن ہلاک ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکی موقف تضادات سے بھرا ہوا ہے۔ سی آئی اے کے سابق چیف اور نامزد وزیر دفاع لیون پینٹا کہتے ہیں کہ ہم نے اس آپریشن سے پاکستان کو مکمل طور پر بے خبر رکھا۔ صدر اوباما اور وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن کا کہنا ہے کہ ہمیں پاکستان کا تعاون حاصل تھا اور ہم نے انٹیلی جنس شیئرنگ کی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فائرنگ کے تبادلے کی وجہ سے اُسامہ زندہ گرفتار نہیں ہو سکا۔ اسے ہلاک کرنا مجبوری بن گئی تھی۔ اُس کی لاش اور آپریشن کے فوٹیج جاری کرنے پر امریکی انتظامیہ میں شدید اختلاف ہوا۔ بالآخر اوباما نے ویٹو کیا کہ تصاویر جاری نہیں کی جائیں گی۔ سوال یہ ہے کہ اُس کی لاش کو فوری طور سمندر برد کرنے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی۔ کم از کم میڈیا کو دکھا دیا جاتا، تاکہ ثابت ہوتا کہ واقعتاً اُسامہ ہلاک ہو گیا ہے اور اسی آپریشن میں ہلاک ہوا ہے۔ امریکی غیظ و غضب کو مدنظر رکھا جائے تو اُن کے مطابق اُس کی لاش کو ایک ماہ تک گراؤنڈ زیرو پر لٹکایا جانا چاہیے تھا، تاکہ وہ امریکہ کے دشمنوں کے لیے باعث عبرت بنتا۔ بہرحال اگرچہ حتمی انداز اور پورے وثوق کے ساتھ تو کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن ظاہری احوال اور لاتعداد تضادات کی روشنی میں یہ نائن الیون کی طرز کا ڈرامہ محسوس ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بات اتنی اہم نہیں ہے کہ اللہ نے اُسامہ کو اس آپریشن میں شہادت سے سرفراز فرمایا ہے یا وہ برسوں پہلے شہید ہو چکے ہیں، ہمارے لیے فکر کی بات یہ ہے کہ اس آپریشن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ پاکستان کے گرد گھیرا تنگ کرنے اور پاکستان کے خلاف مذموم یہودی ایجنڈے کی تکمیل کی طرف عملی پیش رفت کی ایک نہایت گہری سازش ہے اور آج ہم اپنی تاریخ کے نازک ترین دوراہے پر کھڑے ہیں۔ اس آپریشن سے ہماری آزادی اور خودمختاری پر بہت بڑا سوالیہ نشان پڑ گیا ہے۔ اس اعتبار

تا خلافت کی بِنا‘ دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

6 تا 12 جمادی الثانی 1432ھ — جلد 20
10 تا 16 مئی 2011ء — شمارہ 19

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
ایوب بیگ مرزا — محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

سے بھی یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ حال ہی میں ایٹمی ممالک میں پانچواں درجہ حاصل کر لینے والا ملک یعنی پاکستان حقیقت میں اس قدر کمزور اور بے بس ہے کہ کوئی دوسرا ملک یہاں سے جب چاہے کسی کو جھپٹ کر لے جائے، جب چاہے پاکستان کی فضائی اور زمینی حدود کی بے حرمتی کر ڈالے۔ سوال یہ ہے کہ اگر اُن کی کارروائی کا ہماری سیکیورٹی فورسز کو علم ہی نہیں ہو سکا تو اُس کے لیے نااہلی اور نالائقی کے الفاظ بھی بڑے معمولی اور کمتر لگتے ہیں اور اگر یہ سب کچھ ہماری مرضی اور اجازت سے ہوا ہے تو بے حمیتی اور بے غیرتی کی کون سی منزل سر کرنی رہ گئی تھی، جو ہم نے یہ اجازت دے کر کر لی ہے۔ ہم شاید بے عزتی اور بے توقیری کا سمبل بن چکے ہیں۔

ہمارے نزدیک اب وقت آ گیا ہے کہ دجالی قوتوں کے آلۂ کار بن کر عالم اسلام کے خلاف امریکی جنگ کو اپنے سر لینے کی پالیسی کو یکسر ترک کر کے اور عوام کو اعتماد میں لے کر انہیں امریکی جارحیت کے خلاف ہمت کے ساتھ کھڑا کیا جائے اور امریکہ سے رشتہ توڑ کر اللہ سے ناتا جوڑا جائے، جو کل کائنات کا مالک ہے۔ ہم ایک عرصہ سے چیخ رہے ہیں کہ امریکی دوستی ہمیں تباہی کے گڑھے میں گرا کر رہے گی۔ کاش! اے کاش! اب بھی ہم سمجھ جائیں۔ اب ہمیں امریکہ کی بجائے اللہ پر بھروسا کرنا ہوگا۔ جس طرح طالبانِ افغانستان نے اللہ پر بھروسا کر کے عالمی قوتوں کو عبرت ناک شکست دی ہے، ہم بھی اگر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو کر اللہ پر بھروسا کرتے ہوئے حق پر ڈٹ جائیں تو اب بھی ہماری تقدیر سنور سکتی ہے۔ اب بھی بگڑی بن سکتی ہے۔ فرق صرف سوچ کا ہے۔ دنیا کی قوتوں سے دنیا کا خالق کہیں زیادہ طاقتور ہے۔

★ ★ ★ ★ ★

مسلمان کا زوال

اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
جو فقر سے ہے میسر تونگری سے نہیں!
اگر جواں ہوں مری قوم کے جسور و غیور
قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں!
سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں!
اگر جہاں میں مرا جوہر آشکار ہوا
قلندری سے ہوا ہے، تونگری سے نہیں!

(کلامِ اقبال)

بیانیہ مجلس اسرار

لاحاصل احتجاجی مظاہرے

ہمارے یہاں بھی تحریکیں چلتی ہیں، گو وہ انقلاب کے لیے نہیں ہوتیں، صرف ایک ناپسندیدہ حکمران یا پارٹی کو ایوانِ حکومت سے بے دخل کرنے کے لیے ہوتی ہیں۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ تحریک کے قائدین کہا کرتے ہیں کہ جلوس تو ہم نے نکالا لیکن توڑ پھوڑ کوئی اور کر گیا۔ عجیب بات ہے۔ اگر آپ کی اتنی تنظیم نہیں ہے، اگر آپ کا اتنا کنٹرول نہیں ہے، اگر آپ کا اتنا ڈسپلن نہیں ہے تو آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ آپ سڑکوں پر آئیں۔ کیا طرفہ تماشا ہے کہ جلوس تو نکل رہا ہے حکومت وقت کے خلاف اور شامت آ رہی ہے قومی املاک کی۔ کہیں اسٹریٹ لائٹیں توڑ دی گئی ہیں، کہیں نیون سائن اور ٹریفک سگنلز کی شامت آ گئی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بسوں کے ٹائر پھاڑے جا رہے ہیں، بسیں جلائی جا رہی ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ ساٹھ ستر آدمیوں کو ہم نے بس سے اتار کر کھڑا کر دیا اور بس کو آگ لگا دی تو کیا وہ لوگ ہم کو دل میں گالیاں نہیں دے رہے ہوں گے؟ اور اس طرح رائے عامہ ہمارے حق میں جا رہی ہے یا خلاف جا رہی ہے؟ اب آپ سوچئے کہ اگر کسی کو چار پانچ میل دور کسی مقام پر جانا ہے تو اس پر کیا بیتی ہوگی؟ پھر ایسی حرکتوں سے برسرِ اقتدار طبقہ کو کیا تکلیف پہنچتی ہے اور اس کا کیا نقصان ہوتا ہے؟ تکلیف پہنچتی ہے عوام الناس کو اور نقصان ہوتا ہے قومی املاک کا —— اس کا نام مظاہرہ نہیں ہے، یہ تو درحقیقت فساد ہے، ہنگامہ ہے۔ اس کا کوئی حاصل نہیں ہے۔ یہ نتیجہ خیز مظاہرے نہیں ہیں —— اپنے حقوق کے لیے، اپنے جائز مطالبوں کے لیے، کسی ظالم اور جابر برسرِ اقتدار طبقے کے خلاف سڑکوں پر نکلنا پڑے تو نکلئے —— لیکن اس شان سے کہ لاٹھی چارج سے سر پھٹ جائے، گولیوں کی بوچھاڑ سے جسم زخمی ہو جائے، آنسو گیس سے آنکھوں میں شدید اذیت پہنچے لیکن ہاتھ بندھے رہیں اور جواب میں کسی نوع کا بھی متشددانہ رویہ اختیار نہ کیا جائے۔ رہا توڑ پھوڑ، بسوں، موٹروں اور قومی املاک کو نقصان پہنچانا تو یہ فساد ہے، یہ بدامنی ہے جو حکومت وقت کو پوری قوت کے ساتھ تحریک کو کچلنے کا اخلاقی اور قانونی جواز فراہم کرتی ہے۔

جنت کی بشارت کن لوگوں کے لیے ہے؟

سورۃ التوبہ کی آیت 112 کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں
امیر تنظیم اسلامی محترم **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ کے 29 اپریل 2011ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ التوبہ کی آیت 112 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! پچھلے جمعہ سے سورۃ التوبہ کی آیات 111-112 کے حوالے سے گفتگو ہو رہی ہے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے اہل ایمان سے ایک خصوصی عہد و معاہدے اور اُس کی تفصیلات کا ذکر آیا ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ ہمارا دین کل کا کل عہد ہے۔ عہد دو طرح کا ہے۔ ایک عہد تو وہ ہے جو بندوں کا بندوں سے ہوتا ہے۔ ہم بالعموم اسی عہد سے واقف ہیں۔ یعنی کوئی شخص دوسرے سے کسی دنیوی اور کاروباری معاملے میں کوئی پیمان یا معاہدہ کرلے۔ دوسرا عہد وہ ہے جو بندوں کا اللہ سے ہوتا ہے۔ یہ عہد بندگی ہے، جو ہماری ارواح سے عالم ارواح میں لیا گیا ہے۔ افسوس کہ ہمیں اس عہد کی کوئی پروا نہیں۔ اسی عہد کے ضمن میں اہل ایمان سے اللہ کا ایک خصوصی معاہدہ ہے، جس کے تحت مومنین اللہ کی راہ میں، اُس کے دین کے غلبہ و اقامت کے لیے جہاد و قتال کرتے ہیں اور اس کے بدلے میں اللہ انہیں جنت عطا فرمائے گا۔ اسی عہد کا ذکر ان آیات میں ہو رہا ہے۔ ہمارے دین میں عہد کی بڑی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ حدیث رسولؐ میں ہے کہ اُس شخص کا کوئی دین ہی نہیں جس میں عہد کی پاسداری کا وصف نہ ہو۔ قرآن حکیم میں ہے: ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا﴾ (بنی اسرائیل:34) ''اور عہد کو پورا کرو، بے شک عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔'' یہ بات نہیں ہے کہ عہد کی کوئی حیثیت نہیں، لہٰذا جب چاہا توڑ دیا، جیسا کہ ہمارے صدر آصف زرداری نے ایک معاہدے کے حوالے سے کہا تھا کہ وعدے قرآن و حدیث نہیں ہوتے۔ وعدوں کے بارے میں آخرت میں پوچھ گچھ ہوگی اور ان کے توڑنے پر گریبان پکڑا جائے گا۔

زیر درس آیت جس میں اللہ اور اہل ایمان کے معاہدہ کا ذکر ہے، میں بندوں کے حصے کا کام یہ ہے کہ وہ اللہ کے دین کے غلبہ کے لیے جہاد و قتال کریں، اور اللہ اس پر انہیں جنت عطا فرمائے گا۔ اور جنت کا ملنا اصل کامیابی ہے۔ اسی لیے اس آیت کے آخر میں یہ الفاظ آئے ہیں کہ ﴿وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾۔ یہ الفاظ دو مرتبہ ﴿ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ اور دو مرتبہ ﴿ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ کی صورت میں سورۃ التوبہ میں چار مرتبہ آئے ہیں، اور چاروں مرتبہ آخرت کی کامیابی کے حوالے سے آئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اصل کامیابی اور حقیقی فوز و فلاح آخرت کی کامیابی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم کوتاہ نظر ہیں۔ لہٰذا ہماری نگاہیں دنیا کی کامیابی پر لگی ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہمیں دنیا میں کامیابی اور ترقی کا گر بتائے تو اس کی بات پر ہم بڑا دھیان دیتے ہیں، لیکن اگر آخرت میں کامیابی کی بات کی جائے تو اُس سے صرفِ نظر کرتے ہیں اور اُس پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔ قرآن دنیاوی کامیابی سے بالکل صرف نظر کرتا ہے، اس لیے کہ آخرت کے مقابلے میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ دنیا تو امتحان و ابتلا ہے۔ یہاں جو کامیابی ملتی ہے، وہ بھی بغرض امتحان ہوتی ہے۔ یہ ایک نیا امتحان ہوتا ہے۔ اللہ اس کے ذریعے ہمیں جانچتا ہے کہ آیا میرا بندہ میرا شکر ادا کرتا ہے یا نہیں۔

اللہ تعالیٰ سے جس معاہدے کا ذکر یہاں ہو رہا ہے، اُسی کا بیان ایک اور انداز میں سورۃ الصف میں ہوا ہے۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝﴾

''مومنو! کیا میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے۔''

یہ نفع بخش تجارت کیا ہے؟ فرمایا:

﴿تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝﴾

''(وہ یہ کہ) اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔''

اس آیت میں خطاب ہم مسلمانوں سے ہے۔ ہمارے ہاں یہ خیال عام ہے کہ چونکہ ہم مسلمان گھرانے میں پیدا ہوگئے، لہٰذا جنت ہمارا حق ہے۔ لیکن یہاں فرمایا گیا ہے کہ عذاب الیم سے چھٹکارا پانا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی راستہ ہے، جس پر بہر صورت تمہیں چلنا ہوگا۔ وہ یہ کہ تم اللہ پر پختہ یقین رکھو، وہ یقین جو تمہارے اعمال کو بدل دے، تمہارے کردار میں تبدیلی پیدا کردے، تمہارے شب و روز یہ گواہی دیں کہ تمہارے اندر ایمان کی شمع فروزاں ہے۔ دوسرے یہ کہ تم اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرو، اللہ کے دین کے غلبہ و

اقامت کے لیے اپنی توانائیاں صرف کرو، اپنے اوقات لگاؤ۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ یہ کہ

﴿یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَیُدْخِلْکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۲﴾﴾

''وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو باغہائے جنت میں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات میں جو بہشت ہائے جاودانی میں (تیار) ہیں، داخل کرے گا۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔''

یہ تو آخرت کی کامیابی کا ذکر ہے، جو کہ اصل کامیابی ہے۔ آگے دنیاوی کامیابی کا ذکر ہے۔ یعنی ایمان اور جہاد کے نتیجے میں اللہ تمہیں دنیا میں بھی غلبہ واقتدار عطا فرمائے گا، جو تمہیں بڑا پسند ہے۔

﴿وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَھَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳﴾﴾

''اور ایک اور چیز جس کو تم بہت چاہتے ہو (یعنی تمہیں) اللہ کی طرف سے مدد (نصیب ہوگی) اور فتح (عن) قریب ہوگی اور مومنو کو (اس کی) خوشخبری سنا دو۔''

اللہ کرے کہ وہ وقت آئے جب ہم جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان میں آجائیں اور اللہ کی راہ میں قتال کریں۔ اللہ کی راہ میں شہادت یا پھر اُس کی آرزو کا ہونا ایمان کا تقاضا ہے۔ اگر سینوں میں شہادت کی آرزو بھی نہ ہو تو حدیث رسولؐ کے مطابق یہ نفاق کی علامت ہے۔ اللہ ہمیں اس سے بچائے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس کی موت واقع ہوگئی اور اس نے جہاد کیا اور نہ اس کے دل میں اس کی تمنا ہوئی تو وہ نفاق کی حالت پر مرا۔'' (صحیح مسلم)

سورۃ التوبہ کی اگلی آیت میں سچے اہل ایمان جو اللہ کے ساتھ اپنا عہد و پیمان پورا کرتے ہیں، اُس کے راستے میں جہاد وقتال کرتے ہیں، اُن کے اوصاف کا تذکرہ ہے، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنین وصادقین کے شب وروز کیسے گزرنے چاہئیں۔ فرمایا:

﴿اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاھُوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ ؕ﴾

''توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک کاموں کا امر کرنے والے اور بُری باتوں سے منع کرنے والے، اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے (یہی مومن لوگ ہیں)۔ اور (اے پیغمبر ﷺ) مومنوں کو (بہشت کی) خوشخبری سنا دو۔''

آیئے، اِن اوصاف کو قدرے تفصیل سے سمجھیں۔

التائبون:

مومنین کے نو اوصاف میں یہاں پہلی صفت ''التائبون'' بیان کی گئی ہے۔ یعنی وہ توبہ کرنے والے ہیں۔ توبہ کا مفہوم پلٹنا اور رجوع کرنا ہے۔ ایک توبہ یہ ہے کہ ابھی تک زندگی خواہشاتِ نفسانی کی پیروی میں گزر رہی تھی، صراط مستقیم پر قدم بھی نہیں رکھا تھا، اور اب اچانک محسوس ہوا ہے اور پلٹ کر سیدھے راستے پر آگئے۔ دوسری توبہ یہ ہے کہ صراط مستقیم پر چلتے ہوئے کہیں قدم پھسل گیا، عہد بندگی کو پورا کرنے میں کہیں کوئی کوتاہی ہوگئی، تو جیسے ہی قدم پھسلے انسان اللہ کی جانب رجوع کرے، استغفار کرے اور پھر صراط مستقیم پر چلنے کا عزم کرے۔ ایسے لوگوں کی توبہ کی قبولیت کا اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر ذکر فرمایا ہے:

﴿اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ﴿۱۷﴾﴾ (النساء)

''اللہ انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو نادانی سے بُری حرکت کر بیٹھتے ہیں، پھر جلد توبہ کر لیتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں پر اللہ مہربانی کرتا ہے اور وہ سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے۔''

العابدون:

مومنین کی دوسری صفت ''العابدون'' آئی ہے، یعنی وہ اللہ کی بندگی اختیار کرنے والے ہیں۔ کل نوع انسانی نے اللہ سے بندگی کا عہد کر رکھا ہے۔ مومنین صادقین اپنے اس عہد کی پاسداری کرتے ہوئے اللہ کی بندگی کرتے ہیں۔ بندگی کیا ہے؟ جذبہ محبت سے اللہ کی اطاعت۔ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق و مالک ہے۔ وہی ہمارا محسن ہے۔ وہی مشکل کشا اور حاجت روا ہے۔ وہی دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔ لہٰذا اُس کی اطاعت

پریس ریلیز:
6 مئی 2010ء

ایبٹ آباد میں فوجی آپریشن کر کے اتحادی امریکہ نے پاکستان کی آزادی اور خودمختاری کی دھجیاں اُڑا دی ہیں

اگر موجودہ حکمرانوں نے امریکہ کو ''نو مور'' نہ کہا تو اِن کا وہی حشر ہوگا جو ملت کے غداروں کا ہوتا ہے

حافظ عاکف سعید

ایبٹ آباد میں فوجی آپریشن کر کے اتحادی امریکہ نے پاکستان کی آزادی اور خودمختاری کی دھجیاں اُڑا دی ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم نے قرآنِ مجید میں مسلمانوں کو دی ہوئی اس ہدایت کو کہ یہود و نصاریٰ تمہارے کبھی دوست نہیں ہوسکتے، عملی طور پر جھٹلایا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم دنیا میں ذلیل وخوار ہو رہے ہیں اور اپنی آخرت کو بھی تباہ کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ امریکہ نے ایبٹ آباد میں نائن الیون کی طرز کا ڈرامہ رچایا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر اُسامہ بن لادن ایبٹ آباد میں رہائش پذیر تھا، تو اُسے زندہ گرفتار کیوں نہیں کیا گیا اور اگر وہ ہلاک کر دیا گیا تھا تو اُس کی لاش کیوں منظر عام پر نہیں لائی گئی۔ اُسے سمندر برد کیوں کیا گیا، اُس کی تصاویر اور ویڈیو کیوں نہیں جاری کی گئیں۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ سب سوالات ہیں جن کا جواب امریکی انتظامیہ کو دینا ہوگا۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمارے حکمرانوں کی گردنوں میں غلامی کا پٹہ پڑا ہوا ہے اور وہ امریکی اشاروں پر ناچ رہے ہیں لیکن وقت آرہا ہے کہ اُنہیں اپنے تمام مذموم کرتوتوں کی جوابدہی کرنا ہوگی۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر موجودہ حکمرانوں نے امریکہ کو ''نو مور'' نہ کہا تو اِن کا وہی حشر ہوگا جو ملت کے غداروں کا ہوتا ہے۔ اور اگرچہ پاکستان کے خلاف صیہونی سازش کا گھیرا بتدریج تنگ کیا جا رہا ہے اور اب پاکستان کو شاید براہِ راست ٹارگٹ بنایا جائے گا اور نہایت سخت حالات کا اندیشہ موجود ہے، لیکن ان شاء اللہ بالآخر پاکستان میں عنان حکومت اُن لوگوں کے ہاتھ آئے گی جو اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے دین حق کے دشمنوں کو منہ توڑ اور عبرت ناک جواب دیں گے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

برضا و رغبت، خوشی اور محبت کے جذبے سے ہونی چاہیے۔ عبادت اُسی وقت عبادت کہلائے گی جب یہ دل کی لگن کے ساتھ ہو۔ عبادت کا ترجمہ فارسی میں پرستش کرنا آتا ہے۔ پرستش کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے آئیڈیل کے اشارۂ ابرو کی بھی تعمیل کی جائے۔ بندوں کا کام یہ ہے کہ جہاں پر اللہ کا کوئی حکم آجائے، اپنی مرضی، اپنی خواہش، اپنی آرزو، اپنے خیال، اپنی سوچ کی قربانی دے کر اللہ کے حکم کی پیروی کریں۔ بندگی محض نماز روزہ کا نام نہیں۔ نماز تو بندگی کا اظہار ہے۔ یہ تو بندگی کی علامت اور اس عہد کی تجدید ہے کہ اے اللہ ہم ساری زندگی میں تیرے حکموں پر چلیں گے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ نماز پڑھتے بھی ہیں تو اس بات کی طرف دھیان نہیں دیتے کہ ہم عہدِ بندگی کی تجدید کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم اللہ سے چوبیس گھنٹے کی زندگی میں بندگی اور اطاعت وانقیاد کا وعدہ تازہ کر رہے ہیں۔ اللہ کی بندگی کیسے کریں، اس کے لیے ہم اللہ کی کتاب سے رہنمائی لینے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے، بلکہ غفلت میں پڑے رہتے ہیں۔

الحامدون:

مومنین اللہ کی حمد کرنے والے ہیں۔ حامدون مومنین کے اوصاف میں سے ایک اہم وصف ہے۔ حمد میں شکر اور تعریف دونوں شامل ہیں۔ اگر یہ حقیقت دل میں جاگزیں ہوجائے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے اللہ کی طرف سے ہے، اللہ کی عطا ہے تو پھر ہمارے اندر سے جذبہ شکر اُبھرے گا۔ ظاہر ہے، اللہ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ اُس نے ہم پر بے شمار احسانات کیے ہیں۔ اُس نے ہمیں جسم وجان کی قوتیں عطا کیں۔ متناسب جسمانی اعضاء عطا کیے، دماغی صلاحیت عطا فرمائی۔ وہ ہمیں کھلاتا پلاتا ہے۔ اُس نے ہمیں سفرِ حیات میں صراط مستقیم پر چلنے کے لیے قرآن حکیم کا ہدایت نامہ عطا فرمایا۔ نبی اکرم ﷺ کی رہنمائی کی دولت سے نوازا۔ آپ ﷺ کی امت میں پیدا کیا۔ لہٰذا اللہ کی نعمتوں اور احسانات کا تقاضا ہے کہ اُن پر اُس کا شکر بجا لایا جائے اور اُس کی تعریف کی جائے۔ پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ شاکر آدمی مصائب وآلام پر گلے شکوے نہیں کرتا۔ لہٰذا جب کوئی تکلیف پہنچے، معاشی دشواریاں پیش آئیں تو اِسے اللہ کی طرف سے آزمائش سمجھ کر اُن پر صبر کیا جائے اور اللہ ہی سے دعا کی جائے کہ وہ اس آزمائش سے ہمیں سرخرو کر کے نکالے۔ صبر یہ ہے کہ زبان پر حرفِ شکایت نہ لایا جائے، صرف اللہ ہی سے دعا کی جائے، اُسی سے اپیل کی جائے، اُسی کو پکارا جائے۔ صبر وشکر کا بہت گہرا تعلق ایمان کے ساتھ ہے۔ ایمان جتنا پختہ ہوگا اُسی قدر شکر کے جذبات باطن سے پھوٹیں گے، اور اُسی قدر صبر کی توفیق ہوگی۔

السائحون:

سچے اہل ایمان کی ایک صفت ''السائحون'' ہے۔ یعنی ''وہ روزے رکھنے والے ہیں۔'' اس لفظ کی اصل سیاحت ہے، اور یہ سیاحت اللہ کی راہ میں ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر انہیں دین کے کام کے لیے، رضائے الٰہی کی خاطر گھر بار بھی چھوڑنا پڑے تو وہ چھوڑ دیتے ہیں، سفر کرنا پڑے تو سفر کرتے ہیں، گھر کی آسائشوں اور سہولتوں سے محروم ہونا پڑے تو اس کے لیے بھی تیار رہتے ہیں۔ حصول علم کے لیے، دین کے غلبے کی راہ میں جیسے بھی ہو ضرور نکلتے ہیں۔ اس راہ میں کسی بھی چیز کو آڑے نہیں آنے دیتے۔ آج کے دور میں تو بڑی سہولتیں اور آسانیاں ہیں۔ ماضی میں یہ سہولتیں نہیں ہوتی تھیں۔ سفر بہت دشوار ہوتا تھا۔ اس کے باوجود ہمارے اسلاف نے علم دین کے لیے طویل اور مشکل سفر کیے اور شدائد جھیلے۔ محدثین نے احادیث جمع کرنے کے لیے طویل اور پُرمشقت سفر کیے۔ اسی طرح وہ جہاد کے لیے نکلتے اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔

الراکعون الساجدون

''رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے'' یہ گویا نماز کا ذکر ہو رہا ہے۔ نماز کی Bottom Line تو یہ ہے کہ فرض نماز کی پابندی کی جائے۔ لیکن یہاں اس سے آگے کا تذکرہ ہے۔ جن کے دل میں ایمان کا نور ہوتا ہے، وہ فرائض کی پابندی کے ساتھ ساتھ نوافل کا بھی بکثرت اہتمام کرتے ہیں۔ فرض نماز تو بہرصورت ادا کرنی ہے۔ عہد نبوی میں کوئی شخص یہ تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ کوئی مسلمان ہو اور نماز ادا نہ کرے۔ لیکن فرض نمازوں کے ساتھ نفل نمازوں کا بھی اہتمام کیا جائے۔ یہ بھی سچے مومنین کے اوصاف میں شامل ہے۔

> **نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:** ''جس کی موت واقع ہوگئی اور اس نے جہاد کیا اور نہ اس کے دل میں اس کی تمنا ہوئی تو وہ نفاق کی حالت پر مرا۔''

الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحفظون لحدود اللہ

اس سے پہلے جتنے بھی اوصاف آئے وہ انسان کی ذات سے متعلق تھے، لیکن یہ جو تین صفات ذکر کی گئیں، یہ انسان کے معاشرتی کردار کے حوالے سے ہیں۔ یعنی مومنین نیکی کا حکم دینے والے، بدی سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اہل ایمان اپنے ذاتی ترفع اور بلندی کے ساتھ معاشرے کے سدھار کے لیے بھی کوشاں رہتے ہیں۔ اُن کا پختہ ایمان اور اُن کی غیرت دینی انہیں معاشرتی حالات سے لاتعلق نہیں رہنے دیتی، بلکہ اللہ کی راہ میں جدوجہد پر اُبھارتی ہے۔ وہ اس حقیقت کا گہرا ادراک رکھتے ہیں کہ جسم وجان کی جو صلاحیتیں بھی ہمیں ملی ہیں، یہ وہ اللہ کی طرف سے ہمارے پاس امانت ہیں اور ہمیں اُن کو اللہ کے دین کے احیاء اور بقا کے لیے استعمال میں لانا ہے۔ لہٰذا وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں، نیکی کے فروغ کی کوشش کرتے ہیں اور بدی اور گناہ سے معاشرے کو بچانے کی سعی کرتے ہیں۔ اللہ کی حدود کی حفاظت اُن کا شیوہ ہوتی ہے۔ زندگی کے ہر میدان میں خواہ وہ سماجی ہو، سیاسی ہو، معاشی ہو اللہ کی حدود متعین ہیں۔ وہ ان حدود کی محافظت کرتے ہیں۔ خود بھی ان کی پابندی کرتے ہیں، اور جو ان کو توڑ رہا ہو، اس کو بھی اس سے منع کرتے ہیں۔ اگر اللہ کی حدود قائم نہ ہوں تو ان کے قیام کے لیے بھرپور جدوجہد کرتے ہیں۔

آیت کے آخر میں جو بات فرمائی گئی اس سے واضح ہے کہ انہی صفات کے حامل لوگ سچے مومن ہیں اور انہی کے لیے آخرت کی فوز وفلاح ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾﴾

''اور (اے نبی) مومنوں کو بشارت دے دیجیے۔''

سچے مومنین وہی لوگ ہیں جو ان اوصاف کے حامل ہیں، یعنی یہی لوگ اللہ سے اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہیں۔ لہٰذا جنت کی بشارت اصلاً انہی کے لیے ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں مومن صادق بنائے اور اللہ سے اپنا عہد کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

معلم انسانیت ﷺ کا علمی انقلاب اور اس کے عالمی اثرات

حافظ شعیب احمد
لیکچرر اسلامیات گورنمنٹ کالج کھرڑیانوالہ

حصولِ علم کا جذبہ اور تڑپ انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر انسان ہر آن اپنی معلومات میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ رسول کائنات ﷺ کی آمد سے قبل بھی تحصیل علم کی روایت موجود تھی مگر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے جو عظیم انقلاب برپا کیا اُس کا تو ایک اہم پہلو ہی علمی انقلاب ہے۔

اسلامی مؤرخ بلاذری کے مطابق عرب معاشرہ میں صرف سترہ افراد تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اسی لئے قرآن نے عرب قوم کو ''امیین'' یعنی ان پڑھ قوم قرار دیا ہے۔ ہندو معاشرہ میں جو ذات پات کے نظام میں تقسیم تھا، برہمن کو مذہبی اور علمی اجارہ داری حاصل تھی۔ شودر کے کان میں ان کی مذہبی کتب (رگ وید، یجروید، سام وید، اتھروید وغیرہ) کا اگر ایک لفظ بھی پڑ جاتا تو سیسہ پگھلا کر ڈال دیا جاتا تھا۔ یہودیوں نے تو غیر یہودی النسل لوگوں کے لئے اپنے مذہب کے دروازے ہی بند کر رکھے تھے۔ ایسے طبقاتی اور نسلی برتری کے دور میں معلم انسانیت ﷺ تشریف لائے۔ آپ ؐ کو پہلی وحی میں ہی ''اقرء'' کا درس دیا گیا اور یہ پیغام دیا گیا کہ اس ''امی'' قوم کی اٹھان محض حصول علم سے ہی وابستہ ہے اور آئندہ بھی قوموں کے عروج و ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے۔ آپ ؐ نے جو انقلاب برپا کیا، وہ بھی ایک علمی انقلاب تھا۔ معلم انسانیت ﷺ نے اس سلسلہ میں جو علمی اقدامات اٹھائے ان کے نہ صرف عرب معاشرہ پر بلکہ عالمی سطح پر دور رس اثرات مرتب ہوئے۔

آپ ﷺ نے اولاً تحصیل علم کی طرف لوگوں کو راغب کرنے کے لئے حصول علم کی فضیلت و اہمیت جتلائی۔ قرآن مجید میں تخلیق آدم کے واقعہ کے بیان کے ضمن میں ذکر کیا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جس نعمت عظمیٰ سے نوازا وہ علم کی دولت ہی تھی۔ آپ ؐ نے معلم قرآن اور طالب قرآن کو امت کے بہترین افراد قرار دیا۔ تشویق علم کے لئے آپ ؐ نے تحصیل علم کو فریضہ قرار دیا۔ امت کو بالخصوص اور انسانیت کو بالعموم علم کی طرف راغب کرنے کے لیے ہی غالباً قرآن میں کتاب اور قلم کے الفاظ کا متعدد بار استعمال کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کو احاطہ تحریر میں لانے کے لیے چالیس سے زائد کاتبین وحی کا تقرر کیا گیا۔ شاہان عرب وعجم کے نام تحریری خطوط لکھے گئے۔ تحریری قابلیت اور قرآن وحدیث کے متن میں فرق کرنے کی صلاحیت رکھنے والے صحابہؓ کو کتابت حدیث کی اجازت دی گئی۔ اسیران بدر کا فدیہ ہی یہ مقرر کیا گیا کہ وہ مسلمانوں کے دس دس بچوں کو کتابت وقراءت کا فن سکھا دیں۔ اس سے زیادہ تعجب کی بات کیا ہوگی کہ سفر ہجرت میں بھی آلات تحریر نبی ﷺ کے پاس موجود تھے۔ چنانچہ سراقہ بن مالک جو رسول اللہ ﷺ کو نعوذ باللہ شہید کرنے کے عزم سے تعاقب کرنے آیا تھا جان کی امان تحریراً مانگتا ہے تو اس کے اس مطالبے کو پورا لیا جاتا ہے۔

آپ ؐ کے علمی انقلاب سے قبل ہر طرف جہالت و تاریکی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے چھائے ہوئے تھے۔ لوگ توہم پرستی کا شکار تھے۔ کوئی کالی بلی کو دیکھ کر بدشگونی لیتا تھا اور اپنے کام کاج سے رک جاتا تھا اور کوئی تیروں سے فال نکال کر قسمت معلوم کرتا تھا۔ الو کی آواز سن کر لوگ اسے اپنی موت کے لئے خطرہ کا الارم سمجھتے تھے۔ سورج گرہن یا چاند گرہن ہوتا تو لوگوں میں ایک بے سروپایہ تصور پایا جاتا تھا کہ یا تو کوئی عظیم شخص اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے یا پھر مستقبل کی کسی عظیم شخصیت کی پیدائش ہوئی ہے، مگر آپ ؐ نے ان تمام بے حقیقت تصورات ونظریات کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا اور لوگوں کو حقیقت پسندی کا درس دیتے ہوئے درحقیقت حقیقی روشن خیالی کے دور کا آغاز کیا۔

آپ ؐ کے تعلیمی انقلاب کے نتیجے میں امت مسلمہ میں ''اقرء کلچر'' تشکیل پایا، چنانچہ اُمت کے نہ صرف مرد زیور تعلیم سے آراستہ ہوئے بلکہ خواتین اسلام بھی اس سلسلہ میں پیچھے نہ رہیں۔ تعلیم نسواں کا درس دراصل تاریخ میں پہلی مرتبہ معلم انسانیت ﷺ نے ہی دیا۔ جس کی ایک اہم مثال سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپؓ سے بڑی مفسرہ، محدثہ اور فقیہہ خواتین اسلام میں اور کوئی نہ ہوگی، جن سے کبار صحابہؓ بھی استفادہ کرتے نظر آتے ہیں۔ آج دنیا بھر میں عورت کو حصول علم کا حق اگر ملا ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے تعلیمی انقلاب کے عالمی سطح پر مرتب ہونے والے اثرات کے زیر اثر ہی ممکن ہوا ہے، ورنہ آمد مصطفی ﷺ سے قبل تو عورت کو زندگی کا حق بھی حاصل نہ تھا۔

اسلام سے قبل علم محض خواص کے دائرہ کی چیز تھی، جس کی اصل وجہ معاشرہ میں موجود طبقاتی تقسیم تھی۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اسی بت کو پہلے توڑا اور انسانی تفوق و برتری کے تمام خودساختہ امتیازات کے خلاف مہم چلائی۔ مساوات انسانی کا درس دیتے ہوئے باب علم سب کے لئے وا کر دیا۔ غلاموں کو بھی یکساں تعلیمی مواقع حاصل ہوئے اور پھر اس کے نتائج واثرات تمام عالم عرب وعجم تک پہنچے۔ برصغیر ہند میں اسلام آیا تو علم کی عمومی اشاعت کے تصور سے کھشتری، دیش اور شودر بھی آگاہ ہوئے۔ ان حرماں نصیبوں کے لئے بھی علم کے قفل کھلے۔ چنانچہ پنڈت جواہر لال نہرو نے اعتراف کیا ہے کہ عرب مسلمان انڈیا میں ایک شاندار کلچر (Brilliant Culture) لے کر آئے (بحوالہ ڈسکوری آف انڈیا)۔ یہ کہنا بجا ہے کہ سو فیصد خواندگی (Hundred Precent Litracy) کا تصور تاریخ میں سب سے پہلے مسلمانوں نے ہی اقوام عالم کو دیا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا کا مقالہ نگار اعتراف کرتا ہے کہ اسلام سے قبل علم پر یا تو قبیلہ کے سرداروں، امراء اور بالائی طبقے کے نوجوانوں کا قبضہ تھا یا مذہبی پیشواؤں کی اجارہ داری تھی۔ (6/317-18)

معلم انسانیت ﷺ کا ایک انقلابی قدم یہ تھا کہ آپ ؐ نے ''تعلیم بالغاں'' کا تصور دیا اور انسانیت کو بتایا کہ حصول علم کے لئے عمر کی کوئی حد متعین نہیں۔ چنانچہ سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اور دیگر متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم چالیس سال کی عمر سے متجاوز ہونے کے باوجود آپ ؐ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے نظر آتے ہیں۔

علم کی دنیا میں آپؐ کا ایک انقلابی کارنامہ یہ ہے کہ آپؐ نے دینی و دنیوی علوم کی دوئی اور ثنویت کو ختم کیا۔ آپؐ کی تعلیمات کے مطابق ہر وہ علم درحقیقت دینی علم ہی قرار پاتا ہے جس میں رب کا نام اور اُخروی تیاری کا پیغام شامل ہو یا جس سے مقصود انسانیت کی بھلائی ہو "اقرء باسم ربك" کے الفاظ میں دراصل اسی طرف اشارہ ہے نیز وہ آیات قرآنی جن میں کائناتی و نفسی مظاہر پر تفکر کی عوت دی گئی ہے، سائنسی علوم کو دینی علوم کا درجہ دے دیتی ہیں۔ سوشل سائنسز ہوں یا نیچرل سائنسز وہ دینی علوم ہی کا حصہ ہیں بشرطیکہ انہیں دینی نقطۂ نظر سے پڑھا یا جائے، اور اُن میں اللہ کے انکار پر مبنی الحادی فکر شامل نہ ہو۔

دنیائے علم و فکر میں معلم انسانیت ﷺ کا ایک اہم کارنامہ یہ ہے کہ آپؐ نے انسانیت کے سامنے علم نافع اور غیر نافع کی ایک حقیقی تقسیم پیش کی۔ غیر نافع سے مراد وہ تمام علوم ہیں جو انسانی سماج اور انسانی اخلاق کے لیے تباہی و بربادی کا باعث بنیں۔ امام غزالیؒ کے مطابق درج ذیل تین شرائط میں سے کوئی شرط پائی جائے تو وہ علم غیر نافع ہوگا:۔ 1۔ جس سے فرد کے بدعقیدہ ہونے کا احتمال ہو جیسے جادو ٹونے کا علم۔ 2۔ جس سے دوسروں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو جیسے جنسیات (sex) کی تعلیم۔ 3۔ جس کی حقیقت محض تخمینے اور اٹکل پچو کی ہو جیسے پامسٹری۔ چنانچہ آپؐ سرچشمہ علم باری تعالیٰ کے حضور بایں الفاظ دعا کرتے ہیں: "اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا......" "اے اللہ میں تجھ سے علم نافع کا سوال کرتا ہوں۔" اس سلسلہ میں آپؐ نے علوم کی ایک اور تقسیم بھی فرمائی ہے: 1۔ وہ علوم جن تک عقل و خرد کی رسائی ممکن ہے۔ 2۔ وہ علوم جن تک نظر و بصر کی رسائی ناممکن ہے۔ اسی لئے آپؐ نے مسئلہ تقدیر اور روح کی حقیقت بارے شدید غور و خوض سے منع کیا اور اسے گمراہی کا ذریعہ قرار دیا۔ جبکہ قرآن نے انسانی عقل و علم کی محدودیت کی طرف بایں الفاظ اشارہ کیا "روح محض امر ربی ہے اور تمہیں تھوڑا سا علم ہی دیا گیا ہے"۔ (سورۃ الاسراء)

علوم کی مذکورہ بالا تقسیم اول کو بیشتر اہل مغرب نے تاحال تسلیم نہیں کیا، جس کے نتیجہ میں وہ اخلاقی تباہی و بربادی کی صورت میں اس کے نتائج بھگت رہے ہیں جبکہ تقسیم ثانی کو اب بیشتر مغربی سکالرز تسلیم کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔

معلم انسانیت ﷺ کی آمد سے قبل نہ تو مستقل درسگاہوں کا رواج تھا اور نہ ہی رہائشی درسگاہوں کا کوئی تصور تھا۔ یہ آپؐ ہی تھے، جنہوں نے درسگاہ صفہ قائم کر کے درحقیقت دنیا کی پہلی اقامتی درسگاہ (Boarding University) قائم کی۔ مسجد سے ملحقہ درسگاہ کے تصور سے تو عیسائی دنیا بہت بعد میں آشنا ہوئی اور اس کی بھی وجہ دراصل آپؐ کا تعلیمی انقلاب ہی تھا۔

معلم انسانیت ﷺ کے تعلیمی کارناموں اور اس کے اقوام عالم پر اثرات کا احاطہ اس مختصر مضمون میں نہایت مشکل ہے۔ اس مختصر مقالہ کو ان اشعار کے ساتھ ختم کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ہدیہ عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

مس خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رخ ہوا کا

ضرورت رشتہ

☆ مغل فیملی کو اپنی بیٹی عمر 26 سال، پوسٹ گریجویٹ کے لیے دینی مزاج کا حامل ہم پلہ رشتہ مطلوب ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0321-4540603

ان شاء اللہ العزیز

15 مئی 2011ء بروز اتوار صبح 10 تا 12 بجے

قرآن اکیڈمی جھنگ

میں

حرمتِ قرآن و صاحبِ قرآن ﷺ کانفرنس

ہو رہی ہے

جس میں مقررین حضرات قرآن مجید اور صاحبِ قرآن سیدنا حضرت محمد ﷺ کی لازوال عظمت و حرمت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالیں گے

مہمانِ خصوصی
جناب حافظ عاکف سعید صاحب مدظلہٗ
امیر تنظیم اسلامی پاکستان
ہوں گے

دیگر مقررین
مولانا محمد انور چیمہ
جناب صدیق صادق
پروفیسر عبدالعزیز سلیانہ
پروفیسر حسن محمود اقبال
رائے محمد اعجاز بھٹی
پروفیسر مہر غلام سرور
پروفیسر خلیل الرحمٰن
اور دیگر حضرات

زیر اہتمام
انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ
قرآن اکیڈمی لالہ زار کالونی 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر 047-7628561

محنت کشوں کے اسلامی حقوق

نعیم اختر عدنان

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو ہر شعبۂ زندگی میں صراطِ مستقیم پر گامزن رہنے کا حکم دیتا ہے۔ دنیا کے دیگر مذاہب کی طرح اسلام محض ایک مذہب نہیں ہے کہ عقیدہ، عبادات اور رسومات تک ہی خود کو محدود رکھے اور زندگی کے اجتماعی گوشوں کو مکمل طور پر انسانی عقل اور تجربے کے حوالے کر دے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ماننے والوں کو اسلام میں پورے کا پورا داخل ہونے کا حکم دیتا ہے۔ انسانی زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح معاشیات کے میدان میں بھی اسلام الگ نقطہ نظر کا حامل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری اور اکمل کتابِ ہدایت نامہ میں اہلِ ایمان کو یہ عظیم دعا تلقین فرمائی:

﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾﴾ (البقرہ)

"اے ہمارے رب ہمیں دنیا کی بھلائی عطا فرما اور آخرت کی بھلائی عطا فرما۔"

دنیا کی بھلائی اسی وقت حاصل کی جا سکتی ہے جب دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری نبی اور رسول ﷺ کی تعلیمات پر پوری زندگی میں جذبہ اطاعت کے تحت عمل کیا جائے گا۔ اس وقت پوری دنیا میں جو نظام نافذ و غالب ہے اس کا آسمانی ہدایت اور پیغمبروں کی تعلیمات سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا انسان اپنی تمام تر ترقی کے باوجود ظلم و ناانصافی اور قتل و غارت گری کے عالمی منظر نامے (نظام) میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ آج کا مہذب انسان اپنے ہی جیسے انسانوں کا استحصال کرنے میں مصروف ہے۔ اسی ظلم و ناانصافی کا ایک پہلو سرمایہ پرستی کا حامل معاشی نظام ہے جو کروڑوں انسانوں کے لیے "مرگِ مفاجات" بن چکا ہے۔

پاکستان اگرچہ کہنے کی حد تک اسلامی و جمہوری ریاست ہے مگر ارضِ پاک میں سرمایہ داری کی انتہائی فرسودہ اور گھٹیا قسم کا بدترین نمونہ نافذ العمل ہے۔ جاگیرداری، سرمایہ داروں اور بد دیانت حکمرانوں کے گٹھ جوڑ سے عوام الناس خصوصاً محنت کش طبقہ غلاموں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ جمہوری نظام، خود مختار پارلیمنٹ، 1973ء کا آئین، آزاد عدلیہ اور طاقتور میڈیا یہ سب ادارے عملاً ایک محدود طبقہ کے مفادات کو تحفظ فراہم کرنے میں مصروفِ عمل ہیں۔ جبکہ مزدوروں اور محنت کشوں کا لاوارث طبقہ صرف اور صرف سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے لیے زندگی بسر کر رہا ہے۔ جانوروں کی طرح محنت کرنے والے زرعی مزدور جنہیں کسان اور ہاری کا نام دیا جاتا ہے اور کارخانوں اور گلی بازار میں کام کرنے والے محنت کش مزدوروں کے حقوق کا کوئی خانہ کہیں موجود نظر نہیں آتا۔ غرض مال داروں، زرداروں پر غریبوں اور بے نواؤں کا کوئی حق ہی قائم نہیں ہوتا جبکہ حقوق کا تعلق صرف ملک کے اغنیاء یعنی بالادست طبقات تک ہی محدود ہے۔ فرائض سے اس طبقہ کا سرے سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

اسلام نے تقسیمِ دولت کے بارے میں آج سے چودہ سو سال قبل یہ اصول اہلِ دنیا کے سامنے واضح کیا کہ "دولت کا بہاؤ صرف امیروں کے درمیان ہی گردش نہ کرے۔" اسلامی تعلیمات کی رو سے پیدائشِ دولت، تقسیمِ دولت اور استعمالِ دولت سب کے سب شریعت کے ضابطوں کے تحت آتے ہیں۔ لہٰذا محنت کشوں کو ناگزیر ضروریاتِ زندگی کی فراہمی ریاستی اداروں اور حکمرانوں کے فرائض میں شامل ہے۔ اسلام کے عادلانہ تصور کے مطابق کسی حق دار کا کوئی حق جزوی یا کلی طور پر ضائع نہ ہو اور ادنیٰ ترین کام کرنے والے محنت کشوں کو کم از کم اجرت تو اس وقت ملنی چاہیے کہ ان کی بنیادی انسانی ضروریات پوری ہو سکیں۔

نبی رحمت ﷺ نے اپنے اقوال و اعمال سے امت کے لیے اس شعبۂ زندگی میں بھی رہنمائی کا بہترین نمونہ عمل فراہم کیا ہے۔ چنانچہ آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے "یہ تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ پس تم انہیں بھی اسی معیار کا کھانا فراہم کرو جیسا کہ تم خود کھاتے ہو اور ویسا ہی لباس فراہم کرو جیسا لباس تم خود پہنتے ہو اور ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو، اور اگر ایسا کرنا پڑے تو ان کو اضافی اجرت یا معاوضہ دے کر اُن سے تعاون کرو۔"

علمائے اسلام نے اس حدیث سے محنت کشوں کے حقوق کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ محنت کشوں کی کم از کم اجرت اس قدر لازماً ہو کہ اس سے لازمی انسانی ضروریات بآسانی پوری کی جا سکیں، جبکہ موجودہ حالات میں حکومت کو دو مرتبہ صنعتی مزدوروں کی کم از کم اجرت میں اضافہ کے بعد بھی ماہانہ اجرت 7000 روپے ہے۔ اس معاوضہ سے پانچ سے آٹھ افراد کا کنبہ کیسے اپنی لازمی ضروریات پوری کر سکتا ہے؟ شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے اسی صورتِ حال کی یوں ترجمانی کی ہے کہ:

سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے یہ رزّاقی نہیں ہے

ہر دوسرے ماہ بجلی، گیس پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ، گندم، چاول، چینی کے نرخوں میں حکومتی سطح پر بے تحاشا زیادتی، تعلیم کے بڑھتے ہوئے اخراجات، علاج معالجہ کی گرانی، ان سب اضافوں کے لیے حکومتِ وقت کے پاس ایک "پکا راگ" "عالمی منڈی" کا موجود ہے جو حکومت کی بظاہر مجبوری اور بے بسی کو ظاہر کرتا ہے مگر حقیقت کچھ اور ہے۔ بقول شاعر

قصاصِ خونِ تمنا کا مانگیے کس سے
گنہگار ہے کون اور خون بہا کیا ہے

مگر دوسری طرف عالمی منڈی میں محنت کشوں کو جو اُجرت ملتی ہے اس کا حوالہ دینا چنداں ضروری نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہر کس و ناکس کے سامنے عیاں ہے کہ ملک اور حکومت دونوں جس طاقت پر کھڑے ہیں، وہ

محنت کش طبقہ کی محنت ہے وگرنہ تو ملک کے بالا دست طبقات کے کروفر کو اقبال نے بڑی خوبصورتی سے الفاظ کا جامہ پہنا کر آشکار کر دیا کہ ۔

اس کے نعمت خانے کی ہر چیز ہے مانگی ہوئی
دینے والا کون ہے مردِ غریب و بے نوا

اللہ تعالیٰ کے آخری اور عظیم المرتبت رسول ﷺ نے غربت اور تنگ دستی کے انتہائی تباہ کن اثرات سے اُمتِ مسلمہ اور انسانیت کو آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''غربت انسان کو کفر تک پہنچا سکتی ہے۔'' آج مغرب دنیا کا امام اور راہبر ہونے کا دعویٰ دار ہے، مگر اسی تہذیب مغرب نے پوری دنیا کو جوا خانہ میں بدل کر رکھ دیا ہے۔ اس نظام میں دولت مند طبقات امیر سے امیر تر اور غریب اور محنت کش طبقات غریب سے غریب تر ہو رہے ہیں اور آج صورتِ حال اقبال کے اس مصرعے کی عکاس نظر آتی ہے ع تیرے امیر مال مست، تیرے فقیر حال مست

ملک کے وفاقی اور صوبائی حکمرانوں سے ہماری دست بستہ التجا ہے کہ وہ صنعتی شعبے اور کھیتوں اور کھلیانوں میں کام کرنے والے مزدوروں اور کسانوں کی جانوروں سے بھی بدترین زندگی بسر کرنے پر مجبور غلام نما انسانوں کی حالت بہتر بنانے کے لیے لیبر قوانین پر عمل درآمد کا اہتمام کریں اور مزدور کی کم از کم ماہانہ اُجرت میں اس قدر اضافہ کا اہتمام کریں جس سے عوام الناس کا یہ طبقہ اپنے اور اپنے زیر کفالت اہل خانہ کی لازمی و بنیادی انسانی ضروریات کی کفالت کر سکے۔ ہماری آجروں، صنعتکاروں اور زمینداروں سے بھی گزارش ہے کہ اپنے دینی بھائیوں کے اسلامی حقوق اُن تک برضا و رغبت، رضا کارانہ بنیادوں پر ادا کرنے کی پالیسی اپنائیں۔

نبی رحمت ﷺ نے محنت کشوں کے بارے میں اسلامی ریاست کے بنیادی فلسفہ کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا: ''محنت کش تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ پس تم انہیں بھی اسی معیار کا کھانا فراہم کرو جس معیار کا کھانا تم خود استعمال کرتے ہو اور اُسی درجہ کا لباس محنت کشوں کو بھی فراہم کرو جس معیار کا لباس تم خود استعمال کرتے ہو اور اُن سے اُن کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو اور اگر ایسا کرنا مجبوری ہو تو ان کو مزید معاوضہ دے کر انہیں خوش کرو۔''

اس فرمانِ نبوی ﷺ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو کر سامنے آ جاتی ہے کہ مزدور اور کسان کو اس کی محنت و مزدوری کا اتنا معاوضہ لازماً دیا جائے کہ وہ لباس اور غذا کی حد تک ''تمیز بندہ و آقا'' کی تقسیم سے بلند تر نظر آئے اور آجر اور اجیر، صنعت کار اور مزدور، جاگیردار اور کسان وہاری کے معاشی حالات اس طرح ہو جائیں کہ ۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

اب رہا معاملہ کم از کم ماہانہ اُجرت کی شرح کا تو ہماری دانست میں موجودہ سات ہزار روپے کی اُجرت میں کم از کم دوگنا اضافہ کر کے اسے پندرہ ہزار روپے مقرر کیا جائے۔ ایسا کرنا قطعاً ناممکن عمل نہیں ہے۔ موجودہ حکومت نے اپنے تین سالہ دورِ اقتدار میں محنت کش طبقہ کی تنخواہ اور پنشن میں دو مرتبہ اضافہ کیا جو ایک قابلِ تحسین اقدام ہے مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی مزدور دوست پالیسیوں کو مزید آگے بڑھایا جائے اور پیپلز پارٹی کی موجودہ قیادت اپنے حکومتی اقدامات کے ذریعے مزدور دوستی میں مزید نکھار پیدا کرے ورنہ موجودہ صورت حال تو ایسی ہے کہ ۔

ہے اِدھر بھی آدمی، ہے اُدھر بھی آدمی
اس کے جوتے پر چمک، اُس کے چہرہ پر نہیں

اربابِ حکومت اور ملک کے طبقۂ اُمراء کے علاوہ ہماری دینی جماعتوں اور علماء سے بھی التجا ہے کہ وہ اسلام کی معاشی ہدایات کو بھی اپنی دعوت اور تحریر و تقریر کا ذریعہ بنائیں، تا کہ اس حوالے سے اسلامی تعلیمات اور احکامات کا پوری طرح ابلاغ ہو سکے۔ قرآن مجید میں واضح طور پر فرمایا گیا کہ ''دولت صرف امیر طبقات ہی کے مابین زیرِ گردش نہ رہے۔''

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ اور اس کے محترم رسول ﷺ کے احکامات کو زندگی کے تمام شعبوں میں اپنایا جائے، تا کہ اسلام میں پورے کا پورا یعنی مکمل طور پر داخلہ ہو سکے۔ موجودہ حالات کے تناظر میں دیکھا جائے تو ایک طرف مال و دولت کی فراوانی، پرتعیش بنگلے، فارم ہاؤسز، لگژری گاڑیوں کی لمبی لمبی قطاریں، سامانِ زیست کے بلند و بالا پہاڑ ہیں، اور دوسری جانب فقر و افلاس، بھوک و ننگ کے گہرے گڑھے مزید گہرے ہوتے جا رہے ہیں۔ حکمران اور بالا دست طبقات کے لیے تو ایئر کنڈیشنڈ دفاتر، ایئر کنڈیشنڈ گاڑیاں ہیں اور خون پسینہ ایک کرنے والے محنت کشوں اور غریبوں کو گھر روشن رکھنے کے لیے اور پنکھا چلانے کے لیے بجلی بھی میسر نہیں۔ پھر یہ کیسا نظامِ عدل و انصاف ہے؟ یہ کیسی جمہوریت ہے؟ یہ کیسی سیاست ہے؟ مفکرِ پاکستان نے بالکل بجا فرمایا ہے ۔

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن!

اسلامی تعلیمات کا ایک اور پہلو بھی بہت حد تک نہ صرف دب چکا ہے بلکہ یہ سرے سے زیرِ بحث ہی نہیں آتا۔ ہمیں ایک مسلمان کی حیثیت سے اپنے محنت کش، کسان بھائیوں اور بہنوں سے اسلامی اخوت اور محبت والا سلوک اختیار کرنا ہوگا۔ سرمایہ و محنت کے مابین موجودہ تصادم اور ٹکراؤ کی فضا کو اسلامی اخوت و اسلامی اخلاق کا مظہر بنانا ہوگا۔ اگر ہم مملکتِ خداداد پاکستان میں ایسا کرنے میں ناکام رہے تو پھر اسلامی اخوت، بھائی چارہ، فلاحی ریاست، جمہوریت، عوام دوستی، عدل و انصاف، انسانی حقوق کی فراہمی جیسے الفاظ محض گپ شپ سے زیادہ حیثیت کے حامل نہیں رہیں گے۔ آزاد عدلیہ کو جو آئین پاکستان کی محافظ ہے، محنت کشوں کے آئینی حقوق دلوانے میں اپنا کردار بڑھانا ہوگا جبکہ ہمارا پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا بھی بروقت سیاست کے کھلاڑیوں کی اُچھل کود کو کوریج دینے کی بجائے ملک کے محروم الوسائل طبقات خصوصاً محنت کش طبقے کے حقوق کے حوالے سے کوریج کو اپنی ترجیح اول بنائے۔ اقبالؒ نے محنت کش طبقے کی نہ صرف حالتِ زار کو بیان کیا بلکہ اس حوالے سے اپنے قلبی جذبات کا اظہار بھی کیا ہے۔ اقبال فرماتے ہیں ۔

تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات
اُٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ اُمراء کے در و دیوار ہلا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی
اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

انقلاب نبویؐ کا مرحلہ اول: کردار سازی اور اُس کا نبوی طریق (iv)

فرد کی تبدیلی کے لیے قرآن حکیم کا پروگرام

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا فکر انگیز خطاب

اب آیئے، یہ دیکھیں کہ فرد کی تبدیلی کے لیے قرآن کا پروگرام کیا ہے؟ اگرچہ انقلاب جماعت کے ذریعے آئے گا مگر ظاہر ہے، جماعت افراد ہی سے بنے گی۔ لہٰذا انقلابی جدوجہد کا نقطۂ آغاز انقلابی فرد کی تیاری ہے۔ فرد کی تبدیلی کے لیے ہم قرآن مجید کی جانب رجوع کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضورﷺ کے مقصدِ بعثت کے انقلابی پہلو کی وضاحت کے لیے اگر تین باران الفاظِ مبارکہ کو دہرایا کہ: ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (التوبہ:33، الفتح:28، الصّف:9) ''یعنی وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسول (ﷺ) کو 'الھدیٰ' اور 'دین حق' کے ساتھ تاکہ غالب کردے اُس کو پورے کے پورے دین پر!'' تو انقلابِ نبویؐ کے اساسی منہاج کی وضاحت کے لیے چار اہم اور بنیادی اصطلاحات کو پورے چار بار دہرایا — یعنی: 1۔تلاوتِ آیات، 2۔تزکیہ نفوس، 3۔تعلیم کتاب اور 4۔تعلیم حکمت!

1۔ چنانچہ سب سے پہلے سورۃ البقرہ کے پندرھویں رکوع کے آخر میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی دعا میں یہ الفاظ وارد ہوئے:

﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿128﴾ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿129﴾﴾

''اے رب ہمارے ہم دونوں کو بھی اپنا فرمانبردار بنائے رکھ اور ہماری نسل میں سے بھی ایک ایسی اُمت برپا کیجیے جو تیری فرمانبردار ہو۔ اور ہمیں تعلیم فرما ہماری عبادت کے طور طریقے۔ اور قبول فرما ہماری توبہ۔ یقیناً تو توبہ قبول کرنے اور رحم فرمانے والا ہے۔ اور اے رب ہمارے تو مبعوث فرمائیو ان ہی میں سے ایک رسول جو ان کو سنائے تیری آیتیں اور انہیں تعلیم دے کتاب اور حکمت کی اور تزکیہ کرے اُن کا۔ بے شک تو ہی ہے سب پر غالب اور کامل حکمت والا۔''

2۔ پھر تین ہی رکوعوں کے بعد، اٹھارھویں رکوع کے آخر میں یہ واضح کرتے ہوئے کہ آنحضورﷺ کی بعثت دراصل اسی دعائے ابراہیم و اسمٰعیل علٰی نبیِّنا وعلیھما الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کا ظہور ہے، ان ہی چار اصطلاحات کو دہرایا گیا:

﴿كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿151﴾﴾ (سورۃ البقرۃ)

''چنانچہ بھیج دیا ہے ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے، جو سناتا ہے تمہیں ہماری آیات اور تزکیہ کرتا ہے تمہارا اور تعلیم دیتا ہے تمہیں کتاب اور حکمت کی اور تعلیم دیتا ہے تمہیں ان چیزوں کی جنہیں تم نہیں جانتے تھے۔''

3۔ اگلی سورت یعنی سورۃ آل عمران میں یہ مضمون مزید شان اور آن بان کے ساتھ وارد ہوتا ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (164)﴾ (سورۃ آل عمران)

''اللہ نے احسانِ عظیم فرمایا ہے اہل ایمان پر کہ اُٹھایا ان میں ایک رسول ان ہی میں کا جو سناتا ہے اُنہیں اُس کی آیات اور تزکیہ کرتا ہے ان کا اور تعلیم دیتا ہے انہیں کتاب اور حکمت کی۔ اور یقیناً وہ تھے اس سے قبل کھلی گمراہی میں!''

4۔ آخری بار یہ مضمون اٹھائیسویں پارے میں سورۃ الجمعہ میں آتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۤ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿2﴾﴾

''وہی ہے (اللہ) جس نے اُٹھایا اُمیوں میں ایک رسول ان ہی میں سے جو سناتا ہے انہیں اس کی آیات اور تزکیہ کرتا ہے ان کا اور تعلیم دیتا ہے ان کو کتاب اور حکمت کی۔ یقیناً وہ تھے اس سے قبل کھلی گمراہی میں!''

اور یہاں اس کی اہمیت اس اعتبار سے بہت بڑھ جاتی ہے کہ سورۃ الجمعہ سے متصلاً قبل ہے سورۃ الصف، جس کی مرکزی آیت وہی ہے جس میں آنحضورﷺ کے مقصدِ بعثت کے انقلابی پہلو کو واضح کیا گیا ہے، یعنی اظہارِ دینِ حق۔

سورۃ الجمعہ اور سورۃ الصف کا آپس میں گہرا رشتہ ہے۔ ان دونوں سورتوں کے شروع میں تسبیح باری تعالیٰ کا ذکر آیا ہے۔ سورۃ الجمعہ میں مضارع (حال و مستقبل) کے صیغے میں فرمایا گیا: ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿1﴾﴾ اور سورۃ الصف میں ماضی کے صیغے میں فرمایا گیا: ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿1﴾﴾ پھر یہ کہ سورۃ الجمعہ کی مرکزی آیت ﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ......﴾ ہے اور سورۃ الصف کی مرکزی آیت ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ......﴾ ہے۔

سورۃ الجمعہ کی پہلی آیت کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے چار اسماء وارد ہوئے ہیں اور یہ ایک غیر معمولی بات ہے۔ قرآن مجید میں اللہ کے اسماء و صفات عام طور پر آیات کے آخر میں وارد ہوتے ہیں، لیکن اکثر و بیشتر جوڑوں کی شکل میں ہوتے ہیں۔ مثلاً وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ، وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ — وقس علیٰ

ذلک۔ لیکن یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اکٹھے چار اسماء وارد ہوئے ہیں۔ اس کا اصل سبب اس سورۂ مبارکہ کے عمود والی آیت ہے۔ اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کے طریق کار کے ضمن میں چار اصطلاحات آئی ہیں، یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ آپؐ کی چار شانوں کا ذکر ہے: تلاوتِ آیات، تزکیہ، تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت۔ درحقیقت ان چاروں کا بڑا گہرا ربط ہے ان چار اسماء حسنیٰ کے ساتھ! ......وہ ''الملک'' ہے۔ یعنی بادشاہ ارض وسماوات ہے۔ چنانچہ اس کی آیات پڑھ کر سنائی جارہی ہیں، جیسے کوئی منادی کرنے والا شہنشاہ کے فرامین (proclamations) لوگوں کو سنا رہا ہو۔ گویا ﴿یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ﴾ عکس ہے اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی ''اَلْمَلِكُ'' کا۔ دوسری شان اللہ کی یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ ''اَلْقُدُّوْسُ'' ہے، یعنی انتہائی پاک۔ اللہ تعالیٰ کی شان قدوسیت کا بڑا گہرا تعلق ہے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بیان کردہ دوسری اصطلاح ﴿وَیُزَکِّیْھِمْ﴾ یعنی عمل تزکیہ کے ساتھ ـــ اسی طرح ﴿وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ﴾ (وہ تعلیم دیتا ہے انہیں کتاب یعنی احکام شریعت کی) میں اللہ تعالیٰ کی شان ''العزیز'' کا عکس جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ وہ زبردست ہے، مختارِ مطلق ہے، وہ جو چاہے حکم دے۔ بندوں کا کام ہے اس کے احکام کی بے چون و چرا اطاعت! سورۃ التغابن میں یہ مضمون آچکا ہے: ﴿وَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا﴾ ''سنو اور اطاعت کرو''۔ سورۃ البقرہ میں سود کے بارے میں فرمایا: ﴿وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ کان کھول کر سن لو! اللہ نے سود حرام کیا ہے اور بیع کو حلال ٹھہرایا ہے، تم کون ہوتے ہو اُس پر اعتراض کرنے والے؟ یہ ہے ''العزیز'' کا مفہوم۔ یعنی ایک ایسی ہستی جس کے اختیارات پر کوئی تحدید نہ ہو، کوئی limitations نہ ہوں، کوئی checks and balances نہ ہوں، مختارِ مطلق! ـــ اور آخری اور چوتھا لفظ جو اللہ کی شان میں آیا ہے ''الحکیم'' ہے۔ اس کا ربط و تعلق گویا از خود ظاہر ہے نبی اکرم ﷺ کے فرائض چہارگانہ میں سے چوتھے کے ساتھ، جو درحقیقت نبی اکرم ﷺ کے اساسی منہاج کا نقطۂ عروج ہے، یعنی تعلیم حکمت! غور طلب بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی دعا میں تلاوت آیات کے فوراً بعد تعلیم کتاب و حکمت کا ذکر آیا ہے، تزکیہ کا ذکر آخر میں آیا ہے۔ باقی تینوں جگہوں پر پہلے تلاوت آیات، تزکیہ اور آخر میں کتاب و حکمت کی تعلیم کا ذکر کیا گیا ہے۔ اب فرق کیا ہے؟ اس سے لطیف فرق یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں اعلیٰ قدر تزکیہ تھی، اب یہ حکمت ہے۔ کیونکہ تین جگہ اللہ تعالیٰ نے حکمت کا ذکر آخر میں فرمایا ہے۔

یہ بات بھی سمجھ لی جائے کہ یہ چاروں اصطلاحات جن میں ہمارے مفسرین نے مغائرت پیدا کی ہے دراصل ایک ہی شے ہے۔ ان چاروں کا مرکز و محور قرآن ہے۔ ﴿یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ﴾ کے بارے میں سب کو معلوم ہے کہ اس سے مراد آیات قرآنی کی تلاوت ہے۔ ﴿یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ﴾ تعلیم کتاب سے مراد بھی قرآن حکیم کی تعلیم ہے۔ اس میں بھی کوئی شک اور اختلاف نہیں۔ تزکیہ اور حکمت بھی قرآن سے باہر کی شے نہیں ہے۔ اللہ نے فرمایا: ﴿ذٰلِکَ مِمَّآ اَوْحٰٓی اِلَیْکَ رَبُّکَ مِنَ الْحِکْمَۃِ﴾ (بنی اسرائیل:39) ''(اے پیغمبرؐ) یہ ان (ہدایتوں) میں سے ہیں جو اللہ نے دانائی کی باتیں تمہاری طرف وحی کی ہیں۔'' کتاب قرآن میں بھی ہے اور حدیث نبویؐ میں بھی ہے۔ اس سے مراد قانون ہے (تفصیل بعد میں بیان ہوگی)۔ اسی طرح حکمت قرآن میں بھی ہے اور احادیث میں بھی ہے۔ اور تزکیہ exclusively قرآن کی شے ہے۔ پس حضور ﷺ کا آلۂ انقلاب قرآن ہے۔ آپؐ نے اسی کے ذریعے افراد کی سیرت و کردار میں انقلاب برپا کیا۔ بقول الطاف حسین حالی ؎

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

آیئے، انقلاب نبوی کے اساسی منہاج کے حوالے سے ان چار اصطلاحات کا تفصیل سے مطالعہ کریں۔

تلاوت آیات:

آپ لوگوں پر آیات قرآنی کی تلاوت فرماتے تھے۔ حضور ﷺ نے کبھی کوئی طویل تقریر نہیں کی۔ کبھی کوئی اپنا فلسفہ بیان نہیں کیا۔ کبھی کوئی لمبا چوڑا وعظ نہیں فرمایا۔ ایسا ہوا ہے تو بہت کم ہوا ہے۔ آپؐ لوگوں کو اکثر قرآن سناتے تھے۔ اس لیے کہ یہی قرآن مردانِ کار کی تلاش اور فراہمی کا ذریعہ ہے۔ یہ روحِ انسانی کے لیے مقناطیس ہے۔ اگر قرآن سرسری طور پر بھی سنایا جائے تو جس شخص کی فطرت مسخ نہیں ہوگئی ہو وہ اس میں کشش محسوس کرے گا۔ وجہ کیا ہے؟ قرآن اور روح دونوں کا ذریعہ ایک ہے۔ ہماری روح بھی اللہ کی طرف سے آئی اور قرآن بھی اللہ کی طرف سے آیا ؎ از کجا می آید ایں آوازِ دوست؟ (میرے دوست کی آواز کہاں سے آرہی ہے) ہاں جن لوگوں کی روح مرچکی ہے، جن کے جسم چلتے پھرتے مقبرے بن چکے ہیں اور روح اُن کے اندر دفن ہوچکی ہے، ان پر قرآن کا بھی اثر نہیں ہوگا۔ جیسے ابوجہل پر اس کا اثر نہیں ہوا ؎

مجھے یہ ڈر ہے دلِ زندہ تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

قرآن کو ایک مقناطیس کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ سلیم الفطرت لوگوں کو اپنی جانب کھینچ لیتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے لکڑی کے برادے میں سے لوہ چون کو مقناطیس اپنی جانب کھینچ کر الگ کردیتا ہے۔ قرآن مجید کی تاثیر کا یہ عالم ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے قرآن سنا تو وہ لوگ نہ صرف فوراً ایمان لے آئے بلکہ قرآن کے داعی بن گئے۔ اس کا ذکر سورۃ الجن میں بایں الفاظ آیا ہے:

﴿قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ① یَّھْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ﴾

''(اے پیغمبر ﷺ لوگوں سے) کہہ دو کہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (اس کتاب کو) سنا تو کہنے لگے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا، جو بھلائی کا راستہ بتاتا ہے، سو ہم اس پر ایمان لے آئے۔''

یہ بات بھی یاد رہے کہ قرآن کتاب ہدایت ہے اور اس کا اساسی مفہوم اور پیغامِ ہدایت اس کی اوپری سطح پر موجود ہے۔ اس کا جوہر اس کی بالائی سطح پر ہے۔ جیسے اگر سمندر میں کوئی آئل ٹینکر ٹوٹ جائے تو اس میں سے جو تیل نکلے گا وہ ظاہر ہے، سطح آب پر ہی رہے گا، نیچے نہیں جائے گا۔ ہدایت و یاددہانی کے مقصد کے لیے قرآن حکیم کو آسان بنایا گیا ہے، جیسا کہ فرمایا:

﴿وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ⑮﴾ (القمر)

''اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کردیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟''

ضرورت اس بات کی ہے کہ قرآن کو مقناطیس کے سے انداز میں معاشرے میں بڑے پیمانے پر گھمایا پھرایا جائے، تاکہ سلیم الفطرت لوگ اس کی جانب کھینچ کر چلے آئیں۔ [مرتب: ابواکرام]

(جاری ہے)

☆☆☆

وہ شہید ہے

عباس اطہر

9/11 اور پھر افغانستان پر امریکی حملے کے زمانے میں اسامہ بن لادن ''اسلامیان پاکستان'' کے ہیرو تھے۔ انہیں خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے لاتعداد ماؤں نے اپنے بچوں کا نام اسامہ رکھا۔ دائیں بازو کا میڈیا انہیں عظیم مجاہد قرار دیتا رہا۔ نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی میں تقریباً تین ہزار افراد مارے گئے تھے۔ طیارہ ٹکرانے سے پنٹاگون کی عمارت کا کچھ حصہ بھی گرا تھا اور ایک آدھ ہلاکت بھی ہوئی تھی۔ صدر بش نے اسامہ بن لادن اور القاعدہ کو مجرم قرار دیا۔ بچوں اور عورتوں سمیت ہزاروں افغانوں کو بموں سے بھسم کر دیا۔ ڈیزی کٹر بموں سے تورا بورا کے پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے۔ اسامہ بن لادن، ملا عمر اور ان کے اہم کمانڈر بچ نکلے اور دنیا کے کسی ایسے علاقے میں روپوش ہو گئے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی ملکوں کی انٹیلی جنس انہیں تلاش نہ کر سکی۔

افغان جنگ 7 اکتوبر 2001ء کو شروع ہوئی اور چند ہفتوں میں طالبان شکست کھا کر تتر بتر ہو گئے لیکن یہ جنگ ابھی تک جاری ہے۔ امریکی اور اتحادی حکمران اور دنیا بھر کا میڈیا ساڑھے نو سال سے یہ پروپیگنڈا کر رہا تھا کہ مہذب دنیا کو اسامہ اور ان کی تنظیم ''القاعدہ'' سے خطرہ ہے۔ ''القاعدہ'' کے بارے میں دنیا کو بتایا گیا کہ اس کا جدید ترین نیٹ ورک دنیا کے 42 ملکوں میں پھیلا ہوا ہے۔ القاعدہ کی میلوں لمبی سرنگوں میں جدید ترین کمپیوٹر لگے ہوئے ہیں۔ دنیا بھر کے ماہر دماغ القاعدہ کی رہنمائی کرتے ہیں اور اس کی فوج مہلک ترین اسلحہ سے لیس ہے۔

اسامہ اور ان کی القاعدہ کی مہارت اور طاقت پر اس لیے شک کی کوئی گنجائش نہیں تھی کہ امریکہ جیسے ملک میں اس نے چار ہوائی جہازوں کا کنٹرول اپنے ہاتھوں میں لیا اور انہیں طے شدہ راستے سے ہٹا کر اپنے اہداف کی طرف روانہ کر دیا۔ وہ طیارے نیویارک کے ٹوئن ٹاورز سے ٹکرائے، ایک پنٹاگون سے ٹکرا دیا۔ چوتھا راستے میں ہی تھا کہ امریکہ نے ٹارگٹ پر پہنچنے سے پہلے ہی اسے مار گرایا۔

9/11 کا آپریشن سامنے رکھیں تو ''القاعدہ'' کو اتنی باکمال تنظیم کہا جا سکتا ہے کہ پوری دنیا اس کے رحم و کرم پر تھی۔ اب ملاحظہ فرمایئے اس حیرت انگیز اور ناقابل یقین نیٹ ورک کے سربراہ اسامہ بن لادن کہاں اور کس حالت میں مارے گئے۔

وائٹ ہاؤس کے ذرائع کا کہنا ہے کہ 9/11 جیسے آپریشن کا ماسٹر مائنڈ اسامہ بن لادن ایبٹ آباد کے مضافات میں ایک فصیل بند عمارت میں موجود تھا۔ یہ عمارت کاکول ملٹری اکیڈمی کی حدود سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر تعمیر کی گئی تھی۔ ذرائع نے بی بی سی کو بتایا کہ یہ آپریشن اتوار کی رات بارہ ساڑھے بارہ بجے کے بعد شروع ہوا، اس موقع پر 4 ہیلی کاپٹر علاقے میں نیچی پرواز کرتے دیکھے گئے، جس سے مقامی آبادی میں بے چینی پھیل گئی۔ اس آپریشن کا ہدف ٹھنڈا چوہا کے علاقے میں ایک ایسا احاطہ تھا جس کے وسط میں ایک تین منزلہ عمارت بنائی گئی تھی۔ ہیلی کاپٹر اس عمارت کے باہر اترے اور اس سے نکلنے والے افراد نے مقامی لوگوں سے پشتو میں بات کی۔ اس آپریشن میں 40 امریکی فوجی شریک تھے۔ امریکی ٹیم کا کوئی فرد ہلاک یا زخمی نہیں ہوا۔ 40 منٹ جاری رہنے والی کارروائی میں تین دوسرے افراد بھی ہلاک ہوئے، جن میں اسامہ بن لادن کے 24 سالہ بیٹے کے علاوہ ایک خاتون بھی شامل تھی۔ اسامہ کی لاش امریکی ساتھ لے گئے۔ القاعدہ سربراہ کی 2 بیویوں، 6 بچوں اور 4 ساتھیوں کی گرفتاری کی بھی اطلاعات ہیں۔ آپریشن سے قبل اس علاقے کے باسیوں کو گھروں کی بتیاں بجھانے اور گھروں سے نہ نکلنے کا حکم دیا گیا۔ مقامی آبادی نے گولیاں چلنے اور بھاری ہتھیاروں سے فائرنگ کی آوازیں سنیں۔ ایک ہیلی کاپٹر تکنیکی خرابی کی وجہ سے اڑ نہ پایا تو اسے تباہ کرنا پڑا۔ احاطہ 3 ہزار مربع گز پر واقع ہے اور اس کی چار دیواری 14 فٹ اونچی ہے۔ اتنی اونچی چار دیواری کی وجہ سے اس احاطے میں ہونے والی سرگرمیوں کی باہر کے لوگوں کو کوئی خبر نہیں تھی۔ میں نے پہلے بھی کئی مرتبہ لکھا ہے اور آج بھی مجھے پختہ یقین ہے کہ اسامہ بن لادن یا القاعدہ جیسی کوئی تنظیم تو کیا دنیا کا کوئی دوسرا ملک بھی (بشرطیکہ وہ خود امریکہ نہ ہو) 9/11 جیسا آپریشن نہیں کر سکتا۔ 9/11 ایک ایسا معمہ ہے جسے صرف امریکہ ہی حل کر سکتا ہے۔

اس واقعہ کی پانچویں برسی کے موقع پر امریکی پروفیسروں اور سائنسدانوں کی ایک تحقیقاتی رپورٹ سامنے آئی تھی جس میں 9/11 کے حملوں کو وائٹ ہاؤس میں بیٹھے جنگجوؤں کی سازش قرار دے کر مطالبہ کیا گیا تھا کہ کانگریس اس معاملے کی دوبارہ انکوائری کروائے۔ 75 امریکی پروفیسروں اور سائنسدانوں نے دعویٰ کیا تھا کہ واشنگٹن اور نیویارک میں ہونے والے حملے ''داخلی کام'' تھا جو تیل سے مالا مال ملکوں پر حملہ اور قبضہ کرنے کا جواز بنانے کے لیے کیا گیا۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ ہم یقین نہیں کر سکتے کہ 19 ہائی جیکروں اور چند لوگوں نے مل کر افغانستان کے کسی غار میں یہ منصوبہ بنایا۔ امریکی پروفیسروں اور سائنسدانوں نے یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ ان کے پاس لاتعداد ثبوت موجود ہیں جو تاریخ کی اس بہت بڑی سازش کو بے نقاب کر سکتے ہیں۔ لیکن یقین رکھیں کہ یہ سازش کبھی بے نقاب نہیں ہوگی۔

ٹی وی چینلوں اور اخباروں میں ماہرانہ تبصرے اور حیرت خیز انکشافات سن سن کر میرا دماغ ماؤف ہو چکا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ ایبٹ آباد کے نواح میں جیل نما ایک عمارت میں بیوی بچوں سمیت قیدی بنے ہوئے ایک بے وطن، بے گھر، بے آسرا، نہتے اسامہ کو قتل کرنے کے لیے امریکہ کو 9/11 سے بھی زیادہ مشکل

خفیہ آپریشن کرنا پڑا۔ یہ کام تو جعلی مقابلوں میں ماہر دس بارہ رکنی پنجاب پولیس بھی آسانی سے کرسکتی ہے۔

بل شٹ (BULL SHIT) امریکیوں کا ایک مقبول تکیہ کلام ہے۔ 5/2 (ایبٹ آباد آپریشن) اسی طرح کی ایک بل شٹ ہے جو 9/11 کو امریکی حکمرانوں نے دنیا پر مسلط کی تھی۔

میرا خیال ہے کہ ایبٹ آباد میں تیتر کا وہی شکار کھیلا گیا جو ہمارے حکمران خود بھی کھیلتے ہیں اور غیر ملکی حکمرانوں کو بھی کھلاتے ہیں۔ ''تیتر'' کو زندہ بھی پکڑا جاسکتا تھا لیکن مارنا اس لیے ضروری تھا کہ اس کے فرشتوں کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ 9/11 والے آپریشن کی تفصیلات کہاں، کیسے اور کن لوگوں نے طے کی ہیں اور ان پر عمل کس طرح ممکن ہوا۔ اسامہ پر مقدمہ بنا کر عدالت میں لے جاتے تو امریکی دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے۔

مجھے حیرت ہے کہ ہمارے سینئر ساتھی عبدالقادر حسن کے سوا کسی بھی کالم نگار نے اسامہ بن لادن کو شہید نہیں لکھا۔ اسامہ بن لادن کا 9/11 والی سازش سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ بالکل بے گناہ تھا۔ امریکہ نے اس پر بہتان لگایا۔ خدا جانے کہاں کہاں اور کیسے کیسے خوار کیا؟ آخر میں اپنے طے شدہ وقت پر اسے، اس کی بیویوں اور بچوں کے سامنے قتل کر دیا۔ حملہ آوروں کے مقابلے میں وہ بالکل نہتا تھا۔ بلاشبہ وہ شہید ہوا۔ اللہ اس کی مغفرت کرے۔ (بشکریہ روزنامہ ''ایکسپریس'')

معمارِ پاکستان نے کہا:

''ہمارا ہدف امیر کو امیر تر بنانا اور دولت کو چند ہاتھوں میں مرتکز کرنا نہیں ہے۔ (قرآن مجید کی اقتصادی تعلیمات کا خلاصہ بحوالہ سورۃ الحشر: آیت 7) ہمیں عوام کا عمومی معیار زندگی بلند کرنا ہوگا۔ ہمارا آئیڈیل سرمایہ داری نہیں اسلامی معیشت ہوگا۔ اور عوام کی فلاح و بہبود اور ان کے مفادات مسلسل ہمارے پیش نظر رہنا چاہئیں۔'' (دہلی میں خطاب: 6 نومبر 1944ء)

نیوز آف دی ویک

''ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے!''

خبر ''امریکی ہیلی کاپٹرز نے ایبٹ آباد کے مضافات میں حملہ کرکے اُسامہ بن لادن کو ہلاک کر دیا اور اُن کی لاش ساتھ لے گئے۔''

تبصرے

یہ ایک عظیم فتح ہے۔ وزیراعظم گیلانی

ہمارے تعاون سے آپریشن ہوا۔ وزارت خارجہ

ہمیں امریکہ نے کوئی اطلاع نہیں دی۔ وزیر اطلاعات فردوس عاشق اعوان

دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کی ہر ممکن مدد کریں گے۔ صدر زرداری

آپریشن سے ہمیں مکمل طور پر بے خبر رکھا گیا۔ عسکری قیادت

پاکستان میں امریکی سفیر حسین حقانی نے سات ہزار ایسے ویزے جاری کیے جن کی آئی ایس آئی سے کلیرنس حاصل نہ کی گئی۔ شجاع پاشا

آئندہ امریکہ سمیت کسی ملک نے ہماری جغرافیائی حدود کو پامال کیا تو منہ توڑ جواب دیں گے۔ عسکری قیادت

یعنی اب کے مار کے دیکھ

خلافت فورم

تنظیم اسلامی

☆ اسامہ بن لادن عالم اسلام کا ہیرو اور مجاہد تھا یا دہشت گرد؟

☆ اسامہ بن لادن کی ہلاکت کا واقعہ ایک حقیقت ہے یا نائن الیون کی طرز کا ایک ڈرامہ؟

☆ اسامہ کے خلاف آپریشن کے دوران ہماری خفیہ ایجنسیاں اور فوج کہاں تھی اور کیا کر رہی تھی؟

☆ حالیہ امریکی آپریشن کے بعد کیا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان کے ایٹمی اثاثے محفوظ ہاتھوں میں ہیں؟

☆ کیا امریکہ افغانستان سے اپنی فوج کے باعزت انخلاء کے لیے اسامہ کی ہلاکت کو جواز کے طور پر پیش کرے گا؟

☆ Post Osama Regime میں ہمیں کیا کرنا چاہیے کہ ہمارا ملکی وقار اقوام عالم میں بحال ہو جائے؟

ان سوالات کے جواب تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org ''خلافت فورم'' میں دیکھیے

تجزیہ کار: **ایوب بیگ مرزا** (ناظم نشرواشاعت)

میزبان: وسیم احمد

پروگرام کے بارے میں اپنی آراء وتجاویز media@tanzeem.org پر ای میل کریں

پیشکش: شعبہ سمع و بصر مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور

حلقہ کراچی جنوبی کے زیرِ اہتمام ذکرِ حبیبؐ کانفرنس

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے زیرِ اہتمام ''ذکرِ حبیبؐ کانفرنس'' شارع فیصل پر واقع Tuilp Lawn میں منعقد ہوئی۔ پروگرام کا آغاز جناب فصیح منصوری کی جانب سے تلاوتِ قرآن حکیم سے ہوا۔ پروگرام کے میزبان جناب عبدالرزاق کوڈاوی تھے۔ تلاوتِ قرآن کے بعد امیر حلقہ کراچی جنوبی انجینئر نوید احمد نے اس محفل کے موضوع کی اہمیت کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ رحمت للعالمین ﷺ کی رحمت کے حقدار بننے کے لیے لازم ہے کہ ہم آپؐ کی سیرت کا مطالعہ کریں اور اپنے کردار کو آپؐ کی دی ہوئی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی شعوری کوشش کریں۔

اس پروگرام میں مولانا محمد اسلم شیخوپوری نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ آج کئی مسلم ممالک میں انقلاب کے نام پر جو لہر اٹھی ہے، اس سے غلبۂ اسلام کی توقعات پوری ہوتی نظر نہیں آتیں۔ وہاں بھی صرف چہرے ہی بدل رہے ہیں۔ اسلام کو ایک نظام کے طور پر نافذ کرنے میں کوئی سنجیدہ نہیں ہے۔ انہوں نے تاریخ انقلابات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ دنیا میں کئی انقلابات آئے ہیں مگر سب سے کامل ترین اور ہمہ جہتی انقلاب وہ تھا جو حضرت محمد ﷺ نے برپا کیا۔ آپؐ نے پہلے افراد کی تربیت کرکے اُن کے شب و روز بدلے اور پھر ایسے لوگوں کی جماعت کے ذریعے اصلی اور حقیقی عدل اجتماعی سے دنیا کو بھر دیا۔ آج بھی ضرورت اس بات کی ہے کہ طریق رسولؐ پر عمل کرتے ہوئے پہلے ہم اپنی ذات پر اسلام کو نافذ کریں اور پھر دنیا میں اس دین کی بالادستی کے لیے خود کو کھپا دیں۔

پروگرام کے مہمان خصوصی امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید تھے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ آپؐ رحمت للعالمین بنا کر بھیجے گئے۔ قرآن میں آپؐ کو دنیا میں بھیجے جانے کا بڑا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ آپ اس دنیا میں دین حق کو قائم و غالب کردیں، تاکہ عدل اجتماعی کے قیام سے نوع انسانی کے لیے آپؐ کی رحمت عام ہو جائے۔ رحمت للعالمین خاتم النبیین بھی تھے، اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس لیے یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کا عملی ثبوت دیتے ہوئے اُس مشن کو آگے بڑھانے میں اپنا تن، من، دھن لگا دیں، جس کی عرب کی حد تک تکمیل فتح مکہ کی صورت میں آپؐ کے ہاتھوں ہوئی اور بعدازاں خلفائے راشدین کے دور میں دینِ حق کو دیگر تمام ادیان پر غالب کردینے کی ایسی جدوجہد ہوتی رہی کہ اس دور میں اوسطاً 270 میل کا رقبہ ایک دن میں اسلام کے جھنڈے تلے آکر اس دین کی برکتوں سے فیض یاب ہوتا تھا۔ آج ہمیں بھی وہی جذبہ درکار ہے۔ اگر ہم اس جذبہ سے سرشار ہو کر راہ حق میں جدوجہد پر کمر بستہ ہو جائیں تو پھر سربلندی ہمارا ہی مقدر ہوگی۔ اگر ہم آپؐ کے حقیقی مشن کو آگے بڑھائیں اور اس بارے میں سود و زیاں کی پروانہ کریں تو کامیابی یقیناً ہمارے قدم چومے گی۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ''تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہوئے''۔ علامہ اقبال نے کہا تھا کہ

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں ۔۔۔ یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(رپورٹ: محمد یوسف صدیقی)

تنظیم اسلامی وہاڑی حلقہ خواتین کے زیر اہتمام دروس قرآن

5 اپریل 2011 کو وہاڑی پریس کلب میں تنظیم اسلامی وہاڑی حلقہ خواتین کے زیر اہتمام دروس قرآن کا اہتمام کیا گیا۔ یہ دروس بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ کی صاحبزادیوں نے دیے۔ پروگرام کا آغاز ساڑھے چار بجے ہوا۔ پہلا درس نائب ناظمہ تنظیم اسلامی حلقہ خواتین محترمہ امۃ المعطی نے دیا۔ یہ درس سورۂ آل عمران کی چند آیات کے حوالے سے تھا۔ نائب ناظمہ صاحبہ نے اپنے خطاب میں خواتین پر زور دیا کہ وہ قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل کریں، معاشرتی برائیوں سے اپنے آپ کو بچائیں' اپنے بچوں کی اچھی تربیت کریں' اپنی بچیوں کو ساتر لباس پہنائیں اور ستر حجاب کی پابندی کریں۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں حضور اکرم ﷺ کی مبارک زندگی اور درخشاں تعلیمات کو اپنا کر آپؐ سے محبت کا عملی ثبوت پیش کرنا ہوگا۔ اس کے بعد ڈاکٹر اسرار احمد کی دوسری بیٹی امۃ الحی نے سورہ الکہف کی روشنی میں ایمان افروز گفتگو کی۔ انہوں نے دجالی فتنے پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ قرآن حکیم میں واضح کر دیا گیا کہ مال اور اولاد جو دنیا کی زینت ہیں، درحقیقت آزمائش و امتحان کے لیے ہیں۔ لہٰذا ہمیں ان کی محبت میں گرفتار ہو کر آخرت کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ یہ پروگرام 6 بجے تک جاری رہا۔ پھر باجی فضیلت نے دعا کروائی اور اس کے ساتھ ہی یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ پروگرام میں شریک خواتین نے پروگرام کو بہت سراہا۔ اس پروگرام میں تقریباً 350 خواتین نے شرکت کی، جن میں ڈاکٹرز، ٹیچرز، گھریلو خواتین وغیرہ شامل تھیں۔ خواتین نے آئندہ بھی تسلسل کے ساتھ اس طرح کے پروگراموں کے انعقاد کی خواہش کی۔ اس موقع پر تنظیم اسلامی کی مطبوعات اور سی ڈیز کا سٹال بھی لگایا گیا۔ خواتین نے سٹال میں بہت دلچسپی لی۔ بعد میں مہمان خواتین نے رفیقاتِ تنظیم سے ملاقات کی اور انہیں دینی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی ترغیب دلائی۔ اس کے بعد وہ اگلے پروگرام کے لیے ملتان روانہ ہو گئیں۔

(رپورٹ: اُم حسان)

تنظیم اسلامی نوشہرہ اور انجمن خدام القرآن نوشہرہ کے باہمی اشتراک سے لگائے گئے سٹالز کی رپورٹ

تنظیم اسلامی نوشہرہ اور انجمن خدام القرآن نوشہرہ کے باہمی اشتراک سے ہر جمعۃ المبارک رفقاء و احباب کو دعوت کی اساسات کی یاددہانی اور ان کی فکری تربیت اور اسلام کے حرکی تصور کو عام کرنے اور لوگوں میں دینی شعور بیدار کرنے کے لیے نوشہرہ کی مختلف مساجد کے باہر نماز جمعہ کے بعد کتابوں اور سی ڈیز کا سٹال لگایا جاتا ہے۔ ہر جمعہ کے دن تنظیم کے رفقاء اس کے لیے خصوصی اہتمام کرتے ہیں۔ سٹال کے لیے اُسرہ نوشہرہ کلاں کے رفقاء مولانا عبدالخالق، نوراللہ اور راقم کی ذمہ داری لگائی جاتی ہے۔ صبح ہی سے تنظیم کے مقامی مرکز سے کتب، سی ڈیز، بینرز اور سٹال کے لیے میز اور ساتھ ہی سود، فحاشی اور دیگر منکرات کے حوالے سے ہینڈ بلز اور تنظیم اسلامی کے تعارفی پمفلٹس بھی تقسیم کے لیے تیار رکھے جاتے ہیں۔ کوشش ہوتی ہے کہ جہاں سٹال لگایا جائے اُسی مسجد میں رفیق تنظیم کا خطاب جمعہ بھی ہو، اگرچہ اس کا موقع بہت کم ملتا ہے۔ گزشتہ ماہ نوشہرہ کلاں کی ایک جامع مسجد میں ہمارے نئے شامل ہونے والے رفیق مولانا عبدالخالق نے ''راہِ نجات'' کے موضوع پر سورۃ العصر کی روشنی میں خطبہ جمعہ دیا اور اُسی مسجد کے باہر سٹال بھی لگایا گیا، جس سے لوگوں نے بھرپور استفادہ کیا۔ مجموعی طور پر تین مساجد کے باہر سٹالز لگائے گئے۔ نوشہرہ کلاں میں، فاروق سٹیڈیم جامع مسجد نوشہرہ کینٹ میں اور کشتی پل جامع مسجد نوشہرہ کینٹ میں سٹال لگایا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان کاوشوں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

(مرتب: نور القادر)

تنظیم اسلامی قرآن اکیڈمی کراچی کے تحت نہی عن المنکر پروگرام

تنظیم اسلامی قرآن اکیڈمی کراچی کے زیرِ اہتمام 25 مارچ کو ''خیانت'' کے موضوع پر نہی عن المنکر پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ رفقاء کو نماز مغرب قرآن اکیڈمی میں ادا کرنے کی

ہدایت کی گئی تھی۔ نماز کے بعد مقامی ناظم تربیت مفتی طاہر عبداللہ صدیقی نے رفقاء کو خیانت کے موضوع پر تیار کیے گئے اُس پمفلٹ کا مطالعہ کرایا جو اس مہم کے دوران تقسیم کیا جانا تھا۔ اس کے بعد بھائی عبداللہ مجید نے مختصراً پروگرام کے بارے میں بتایا اور گشت کے چند آداب کی جانب رفقاء کی توجہ مبذول کرائی۔ اس کے بعد رفقاء قرآن اکیڈمی سے اپنی اپنی سواریوں میں کھڈا مارکیٹ روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر عشا کی نماز کے لیے مسجد عبدالعزیز میں جمع ہوئے۔

نمازِ عشا کی ادائیگی کے بعد سرفراز احمد خان نے مسجد کے باہر کارنر میٹنگ کی، جس میں انہوں نے تنظیم اسلامی کا تعارف کرایا اور معاشرتی اقدار کے بگاڑ میں خیانت کے کردار کو اجاگر کیا اور اجتماعی توبہ کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد گشت کا آغاز کیا گیا، جس میں رفقاء پلے کارڈز لے کر نظم وضبط کے ساتھ ایک قطار کی صورت میں کھڈا مارکیٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ رفقاء کی جماعت مسجد عبدالعزیز کے ساتھ والی گلی سے کھڈا مارکیٹ کی طرف مارچ کرتی ہوئی Red Apple ہوٹل کے سامنے آ کر رکی، جہاں پر لوگوں کا زیادہ رش دیکھنے میں آیا اور یہ پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں کی نظروں سے گزرا۔ یہاں پر بھی کچھ رفقاء کی ذمہ داری لگائی گئی کہ وہ گزرتی ہوئی گاڑیوں میں پمفلٹ تقسیم کریں۔ چونکہ یہ جگہ سب سے زیادہ رش والی تھی، اس لیے اس جگہ پر تقریباً 45 منٹ قیام کیا گیا۔ تمام رفقاء ایک قطار کی صورت میں Ammi Super Store سے لے کر Red Apple تک سڑک کے ایک جانب کھڑے رہے۔ اس کے بعد رفقاء کی ایک جماعت Hot and Spicy کی جانب روانہ ہوئی اور وہاں تقریباً آدھا گھنٹہ پلے کارڈز لیے کھڑی رہی۔ بعد ازاں تمام رفقاء مقامی امیر تنظیم محمد فیصل منصوری کی قیادت میں واپس مسجد عبدالعزیز کی طرف روانہ ہوئے، جہاں پہنچ کر فیصل منصوری نے دعا کی اور الوداعی کلمات ادا کر کے پروگرام کا اختتام کیا۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ العزیز

مسجد فاطمہ، جامع القرآن حشمت کالونی، ہارون آباد میں

نقباء و امرا ریفریشر کورس

13 تا 15 مئی 2011ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس کورس میں شامل ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت

برائے رابطہ: (042)36316638-36366638
0333-4311226

تنظیم اسلامی نوشہرہ کے زیر اہتمام خواتین کا دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی نوشہرہ کے زیر اہتمام خواتین کا دعوتی اجتماع گزشتہ دنوں بروز اتوار سہ پہر تین بجے الہدیٰ سکول اینڈ کالج نوشہرہ کینٹ میں منعقد ہوا۔ امیر مقامی تنظیم قاضی فضل حکیم نے ''مطالبات دین'' کے موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے سامعین کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں سے چار چیزوں کا مطالبہ کرتا ہے جس کو پورا کرنا ہم پر لازم ہے۔ وائٹ بورڈ پر عمارت کا نقشہ بنا کر امیر محترم نے اُن چاروں مطالبات کو نہایت دلنشین انداز میں سمجھایا۔ انہوں نے کہا کہ سب سے پہلی چیز حقیقی ایمان ہے، اور ایمان صرف زبانی اقرار کا نام نہیں بلکہ دل بھی گواہی دے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ خود اللہ کا بندہ بننے کی سعی و جہد کرے۔ تیسرے یہ کہ لوگوں کو اللہ کا بندہ بننے کی دعوت دے، اور چوتھے یہ ہے کہ بندگی کے نظام کو قائم کرنے کے لیے مقدور بھر کوشش کرے۔ اُنہوں نے ان مطالبات دین کے ضمن میں خواتین کے کردار اور ذمہ داریوں کو بھی واضح کیا۔ اس موقع پر کتابوں اور سی ڈیز کا سٹال بھی لگایا گیا تھا، جس سے شرکاء نے بھرپور استفادہ کیا۔ اس اجتماع میں 3 رفیقات اور تقریباً 30 دیگر خواتین نے بھی شرکت کی۔

(رپورٹ: اہلیہ جان نثار اختر)

تنظیمی اطلاعات

حلقہ سکھر کی تبدیلیٔ امارت

امیر حلقہ سکھر (جناب غلام محمد سومرو) نے اپنی معاشی مصروفیات اور خرابیٔ صحت کی بناء پر امارت کی ذمہ داری سے رخصت کی درخواست بھجوائی تھی۔ امیر محترم نے اس پر مشورہ اور غور وخوض کے بعد اُن کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے یہ ذمہ داری جناب احمد صادق سومرو کے سپرد کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

حلقہ بہاولپور و بہاولنگر کی تقسیم اور الحاق

امیر حلقہ بہاولنگر و بہاولپور (جناب محمد منیر احمد) نے گزشتہ دنوں اپنی ذاتی مصروفیات (کاروباری بحران) کی بناء پر اپنی ذمہ داری سے رخصت کی درخواست کی تھی۔ امیر محترم نے اس پر غور وخوض اور بھرپور مشاورت کے بعد ان کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے اور کسی مناسب متبادل کی عدم دستیابی کی وجہ سے اس حلقہ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے درج ذیل حلقوں کے ساتھ شامل کرنے کا فیصلہ فرمایا:

حلقہ بہاولپور، بہاولنگر کے علاقہ جات

1۔ ضلع بہاولپور میں مقامی تنظیم بہاولپور، منفرد اُسرہ جات حاصل پور، جال پور اور منفرد رفقاء پر مشتمل علاقہ جات کو حلقہ پنجاب جنوبی میں مدغم کر دیا گیا۔

2۔ ضلع بہاولنگر میں مقامی تنظیم ہارون آباد، چشتیاں، فورٹ عباس، منفرد اُسرہ جات اور منفرد رفقاء پر مشتمل علاقہ جات کو حلقہ پنجاب شرقی میں ضم کر دیا گیا۔

حلقہ پشاور کے نام کی تبدیلی

ناظم حلقہ پشاور کی طرف سے یہ تجویز آئی تھی کہ امیر حلقہ دیگر جماعتوں کے پروگراموں میں بحیثیت صوبائی امیر تنظیم کی نمائندگی کرتے ہیں، جبکہ حلقہ کے نام سے مقامی تنظیم کا تاثر ابھرتا ہے۔ بنابریں حلقہ کے لیے کوئی مناسب نام رکھنے کے حوالے سے امیر حلقہ کی رائے لی گئی تو انہوں نے باہمی مشاورت سے حلقہ ''پشاور'' کا متبادل نام ''خیبر پختونخوا جنوبی'' تجویز کیا۔ امیر محترم نے مشورہ کے بعد اسے منظور کر لیا۔

crusaders attacked Egypt, were defeated by Malik Al-Saleh Ayubi and Louis was taken prisoner. After paying ransom, he was allowed to leave. The Eighth Crusade, 1270 to 1271, was again under Louis IX and was another failure. This time he was joined by British King Edward. Instead of going to Jerusalem, the crusaders went to Tunis, where Louis died.

There was another Crusade known as the "Children's Crusade". Believing that adult soldiers were sinners, the crusaders recruited thousands of children, who were dispatched to Jerusalem in 1212. By the time they reached Marseille, they were looted, misused and even sold as slaves by the adult Christian soldiers. With this, the first phase of the Crusades came to an end.

The second phase of the Crusades was started by the Europeans after the industrial development in the late 13th century. The British, French and Spanish went all out to conquer Islamic countries and brutally murdered millions of Muslims. Spain was liberated. Morocco, Tunis, Algeria, Senegal, Libya, Egypt, Sudan, Chad, Nigeria, Niger, Uganda, Sierra Leone, Gambia, Burkina Faso, Mali, Guinea, India, the Philippines, Indonesia and Malaya were all colonized. All Central Asian Muslim states were subjugated by the Russians.

The current phase started in the last few decades when born-again Christians like Bush and Blair attacked Afghanistan and Iraq and destroyed them. At the moment, with Obama in charge, Libya is the "bad Muslim boy." They will make a horrible example of Libya, as they did of Iraq and Saddam Hussein.

Let us look back at our own history and character. Wherever the Western countries succeeded, they did so because of traitors, collaborators and corruption. Starting from Morocco to Indonesia, one always finds collaborators responsible for the downfall of Islamic regimes. If any Muslim stood up to these invaders, he was eliminated. By manipulation and intrigues, stooges are brought to power and these countries are then ruled through them. At this time their goal is to fully control oil. Only Libya remained somewhat beyond their control, hence the current action to force it into toeing their line, just as Iraq and all the oil-producing Arab countries has been forced to do.

When the crusaders conquered Jerusalem in 1098, they massacred all the Muslims --- 70,000 in total. Western historians have written extensively on this barbarity and have mentioned that the courtyard of the Holy Mosque where Muslims had taken refuge was covered in so much blood that the hooves of the horses were submerged. When Salah-ud-Din re-conquered Jerusalem in 1187, he spared all those who laid down their arms and surrendered. First he freed all the women, children, old men and the wounded and then allowed all Christians to be freed against ransom. Many of the soldiers had no money. For them, Salah-ud-Din's brother, Malik Adil, quietly paid so that they could to go back to their respective countries. All these details have been given by famous historian Karen Armstrong in her well-known book "The Crusades".

Now coming to the crux of the matter, as mentioned earlier, these curses are of our own doing. We have totally ignored Divine edicts (*Al-Maida*; 5:51,52). Look at the rulers in Islamic countries; see their character, policies, friendship with the Western World and their dependence on them, their submissive attitude towards all injustice and brutality by their patron and, above all, their patron's attitude towards Israeli atrocities against the Palestinians and their biased policies towards anything that is Islamic. Still they continue to consider the West to be their friends and protectors. It is all inviting what the Almighty has warned us of --- disgrace and destruction!

(*Courtesy: daily "The News"*)

Dr. Abdul Qadeer Khan

CRUSADERS REBORN

The history of the Crusades and the crusaders is almost 1,000 years old. The First Crusade --- a campaign by the Christians to retake Jerusalem and surrounding areas from the Muslims --- took place in 1096 and continued until 1099. This will be discussed later. Here I would just like to point out that the Crusades by Christians against Muslims had a centuries-old history and there is deep-rooted animosity behind them. Christians' campaign started as soon as our Holy Prophet Ç spread the message of Allah (the Quran). The Christians and the Jews immediately plotted, intrigued and fought against the Muslims. Once the Muslims became stronger and Islam was established in Arabia, Muslims started campaigns against the most powerful Christian dynasties. Within a few years they ruled Armenia, Azerbaijan, Syria, Spain, Egypt, Iraq, Iran and even some western parts of India what is now Pakistan. No other religion had ever posed such a serious threat to Christianity.

This old animosity is manifesting itself once again; the latest attack being the brutal attacks on Libya with advanced missiles and aircraft, killing a large number of innocent civilians. Russian Prime Minister Vladimir Putin has called the Libyan war a medieval crusade. Both Russia and China, by abstaining from the UN resolution, tacitly allowed the Western countries to undertake this aggression. They should have learnt from the example of Iraq and clearly defined what action was to be allowed.

The first Crusade, in which all the European countries participated, was instigated by Pope Urban II. The crusaders conquered Jerusalem and the rest of Palestine and the coastal areas of Syria. The Second Crusade took place between 1147 and 1149. The Christian army was led by Germany's emperor Conrad III and France's Louis III. The aim was to stop Imad-ud-Din Zangi from conquering Christian-occupied territories. Imad-ud-Din died during this war and his famous son, Noor-ud-Din Zangi, led the Muslim armies, and the Crusaders failed to make any gains. Noor-ud-Din Zangi inflicted heavy casualties on his opponents.

The Third Crusade, from 1189 to 1192, was the biggest and most important campaign by the European Christians. It started as an attempt to stop the conquest of Jerusalem by Salah-ud-Din Ayubi. The Christian armies were led by Richard the Lion Heart, Philippe of France and Frederick Barbarosa of Germany. Barbarosa drowned in a river in Turkey and Richard and Philippe failed to achieve any victory. Salah-ud-Din decisively defeated the crusaders at Hittin (to the west of Lake Tiberius), took Guy of Jerusalem as prisoner, executed Reginald of Karak and recaptured Jerusalem.

During the Fourth Crusade, from 1202 to 1204, the crusaders started fighting amongst themselves, killing each other and occupying Constantinople. In the Fifth Crusade, from 1218 to 1221, the crusaders attacked Egypt, but were decisively beaten by Malik Kamil Ayubi. The Sixth Crusade, 1228 to 1229, was led by Frederick II of Germany. There was no actual war, Malik Kamil Ayubi agreeing to a compromise and allowing the crusaders to take possession of Jerusalem. However, Muslims didn't accept this and reoccupied Jerusalem in 1244. The Seventh Crusade, from 1248 to 1249, and was led by Louis IX of France. The